



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

0300-5335233

معاونین

محافظ ندیم ظہیر 0301-6603296

محمد صفدر حضروی 0304-5552123

ابو خالد شاکر

اللَّهُ قَوْلُ أَحْسَنِ الْحَدِيثِ

الحديث

ماہنامہ

نضر اللہ امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 4 | جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ جولائی ۲۰۰۷ء | شمارہ: 7

اس شمارے میں

حافظ زبیر علی زئی 2	کلمۃ الحدیث
حافظ زبیر علی زئی 4	فقہ الحدیث
حافظ زبیر علی زئی 10	توضیح الاحکام
حافظ زبیر علی زئی 24	امام زہری کی روایت.....
حافظ زبیر علی زئی 30	امام عبدالرزاق الصنعانی
مولانا اسماعیل سلفی 42	اہل حدیث اور غیر مقلد.....
ابن بشیر الحسینی 43	رات کے احکام
حافظ شیر محمد 62	سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت
ابو خالد شاکر 65	محدث حسین بن محسن الیہانی رحمہ اللہ

قیمت

فی شمارہ : 15 روپے

سالانہ : 150 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک

200 روپے

برائے رابطہ

مکتبہ الحدیث

حضرت ضلع انک

ناشر: حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبہ الحدیث

حضرت ضلع انک

حافظ زبیر علی زئی

کلمۃ الحدیث

## نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والا جہنم میں جائے گا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (( من يقل علي ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار ))  
جس شخص نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا  
لے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۹)

ارشاد نبوی ہے کہ (( من روى عني حديثاً وهو يري أنه كذب فهو أحد الكاذبين ))  
جس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی اور وہ جانتا ہے کہ یہ روایت جھوٹی (میری طرف منسوب)  
ہے تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک یعنی کذاب ہے۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۲۰، سندہ صحیح، صحیح مسلم: ۱)  
متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے والا شخص جہنمی ہے۔ اس  
کے باوجود بہت سے لوگ دن رات اپنی تقریروں، تحریروں اور عام گفتگو میں جھوٹی، بے  
اصل اور مردود روایتیں کثرت سے بیان کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں آل تقلید کافی  
نڈر واقع ہوئے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ ان کی کتابیں اور تقریریں جھوٹی روایات کا پلندہ  
ہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا، مثلاً محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدائیں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز  
کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے کورسی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ  
جائیں۔ اس پر طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشفی نازل ہوئی“

(فضائل نماز ص ۸۲ تیسرا باب حدیث ۸، تبلیغی نصاب ص ۳۹۸)

زکریا صاحب کی بیان کردہ یہ روایت تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۰۰، ۹۹/۳) میں  
”عبدالوہاب بن مجاہد عن أبيه عن ابن عباس“ کی سند سے مروی ہے۔  
حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں: ”یروی عن أبيه أحاديث موضوعة“ عبدالوہاب بن مجاہد

اپنے باپ سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۷۳) ابن معین نے کہا: لا شیء وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (سوالات ابن الجبید: ۲۶۴) نسائی نے کہا: متروک الحدیث (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۳۷۵) علی بن المدینی نے کہا: غیر ثقہ ولا یکتب حدیثہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبہ: ۱۲۵)

حافظ ابن حجر نے کہا: متروک الحدیث (تقریب التہذیب: ۴۲۶۳)

ایسے سخت مجروح راوی کی موضوع روایت عوام الناس کے سامنے پیش کی گئی ہے حالانکہ اس کے برعکس صحیح روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی تو پوچھا: یہ کیا (اور کس لئے) ہے؟ کہا گیا کہ یہ زینب (رضی اللہ عنہا) کے لئے ہے۔ جب وہ (عبادت کرتے ہوئے) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، اسے کھول دو، جب تک ہشاش بشاش رہو تو نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

(صحیح بخاری: ۱۱۵۰ صحیح مسلم: ۷۸۴)

رسول اللہ ﷺ تو عبادت کے لئے رسی باندھنے کے عمل سے منع فرما رہے ہیں اور زکریا صاحب مذکورہ موضوع روایت کے ذریعے سے یہ کہتے ہیں کہ ”تو اپنے کوری سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں“!!

جھوٹی اور مردود روایات معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً:

۱: روایت بیان کرنے والا کذاب و متروک ہو۔

۲: روایت بے سند و بے حوالہ ہو۔

۳: محدثین کرام نے روایت مذکورہ کو موضوع، باطل اور مردود وغیرہ قرار دیا ہو اگرچہ اس کے راوی ثقہ و صدوق ہوں اور سند بظاہر صحیح یا حسن معلوم ہوتی ہو۔

یاد رکھیں کہ نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والا شخص جہنم میں جائے گا۔ اس وعید شدید میں آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے والا اور آپ پر جھوٹ کو بغیر تردید کے آگے لوگوں تک پہنچانے والا دونوں یکساں شامل و شریک ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

## اضواء المصابیح

[۱۰۰] وعن أبي موسى قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((إن الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الأرض، فجاء بنو آدم على قدر الأرض منهم الأحمر والأبيض والأسود وبين ذلك السهل والحزن والخبث والطيب.)) رواه أحمد والترمذي وأبو داود.

(سیدنا) ابوموسیٰ (الاشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو (مٹی کی) اس مٹھی سے پیدا کیا جسے اُس نے ساری زمین سے لیا تھا پھر اولادِ آدم زمین کی مقدار پر ہوئی، ان میں سرخ، سفید، کالے (رنگ والے) اور بعض ان کے درمیان ہیں اور بعض نرم، سخت، خبیث اور پاکیزہ ہیں۔

اسے احمد (۴۰۰/۴ ج ۱۹۸۱) ترمذی (۲۹۵۵ وقال: حسن صحیح) اور ابوداؤد (۴۶۹۳) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس حدیث کی سند صحیح ہے، اسے ترمذی (۲۹۵۵) ابن حبان (الموارد: ۲۰۸۳) حاکم (۲۶۱/۲، ۲۶۲) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

فقہ الحدیث:

- ① اللہ تعالیٰ کا زمین سے مٹی لینا اُس کی صفاتِ مبارکہ میں سے ہے، جس پر ایمان لانا واجب ہے لیکن اسے مخلوق سے تشبیہ دینا یا اس صفت کا سرے سے انکار کر دینا حرام ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ کی تاویل و تشبیہ اور تعطیل کرنا اہل سنت والجماعت کا مسلک نہیں بلکہ اہل بدعت ہی ایسے راستوں پر گامزن ہیں جن سے کتاب و سنت کا انکار لازم آتا ہے۔
- ② انسانوں کی رنگت زمین کی مٹی اور علاقوں کی وجہ سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔



- ③ عام لوگوں پر علاقائی عقائد، عادات، رسوم و رواج کا اثر ہوتا ہے۔
- ④ پاکیزہ (صحیح العقیدہ اور صحیح العمل) لوگ بہت تھوڑے ہیں۔
- ⑤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یا ایہا الناس! ألا إن ربکم واحد، و إن أباکم واحد، ألا لا فضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی، ولا أحمر علی أسود، ولا أسود علی أحمر إلا بالتقویٰ)) اے لوگو! سن لو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سُرخ کو کالے پر اور کسی کالے کو سُرخ پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے تقویٰ کے [یعنی فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے، چاہے سُرخ (وسفید) ہو یا کالا، چاہے عربی ہو یا عجمی۔] (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۱ ح ۲۳۸۹ و سندہ صحیح)
- ⑥ قوم پرستی، علاقہ پرستی، رنگ پرستی اور (بلا تفریق عقیدہ) وطن پرستی وغیرہ کے نظریات کتاب و سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔
- [۱۰۱] وعن عبد الله بن عمرو، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((إن الله خلق خلقه في ظلمة فألقى عليهم من نوره فمن أصابه من ذلك النور اهتدى ومن أخطاه ضل فلذلك أقول: جف القلم على علم الله)). رواه أحمد والترمذي.
- (سیدنا) عبد اللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر اپنے (پیدا کردہ) نور کا جلوہ ڈالا۔ جس کو اس نور میں سے کچھ پہنچا تو وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس تک یہ نور نہ پہنچا تو وہ گمراہ ہوا۔ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ اللہ کے علم پر (تقدیر کا) قلم خشک ہو چکا ہے۔
- اسے احمد (۶۱۲/۲ ح ۶۶۴۴ ب) اور ترمذی (۲۶۴۲) وقال: هذا حديث حسن) نے روایت کیا ہے۔
- تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند حسن ہے۔ اسماعیل بن عیاش مختلف فیہ راوی ہیں، وہ

اگر اپنے ثقہ و صدوق شامی استادوں سے حدیث بیان کریں تو حسن لذاتہ ہوتی ہے اور اگر غیر شامیوں مثلاً حجازیوں سے روایت کریں تو ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے طبقات المدلسین للحافظ ابن حجر (۳/۶۸) و عام کتب رجال۔ اسماعیل بن عیاش قول راجح میں مدلس نہیں تھے۔ دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (ص ۴۹)

اسماعیل بن عیاش اس روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے ان کی متابعت کر رکھی ہے یعنی یہی روایت اوزاعی نے یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی (المخصی الشامی: ثقہ) سے بیان کر رکھی ہے۔ دیکھئے امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الفزازی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ) کی کتاب السیر (ج ۶۴) اور المستدرک للحاکم (۳۰۱ ج ۸۳)

اسے یحییٰ بن ابی عمرو سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے کتاب السنۃ لابن ابی عاصم (۲۴۲) وغیرہ

یحییٰ بن ابی عمرو بھی اس روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ ربیعہ بن یزید (الدمشقی: ثقہ عابد) نے اسے عبد اللہ بن (فیروز) الدیلمی (ثقة من كبار التابعین) سے بیان کیا ہے۔

دیکھئے مسند احمد (ج ۲ ص ۶۷۱ ج ۶۴۴ و سندہ صحیح)

اس متابعت کے ساتھ یہ روایت صحیح ہے۔

فقہ الحدیث:

① تقدیر برحق ہے۔

② مخلوق سے یہاں مراد انسان اور جن ہیں کیونکہ فرشتے تو نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

③ سنن ترمذی کی یہ روایت حافظ المزی رحمہ اللہ کی کتاب تحفۃ الاشراف سے رہ گئی

ہے۔ نیز دیکھئے المسند الجامع (ج ۱۱ ص ۷۱ ج ۸۳۳۰)

[۱۰۴] وعن أنس قال: كان رسول الله ﷺ يكثر أن يقول: ((يا مقلب

القلوب! ثبت قلبي على دينك)) فقلت: يا نبي الله! آمنا بك وبما جئت به

فهل تخاف علينا؟ قال: ((نعم! إن القلوب بين أصبعين من أصابع الله

یقلبہا کیف یشاء)) رواہ الترمذی وابن ماجہ .

(سیدنا) انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے: اے دلوں کو پھرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر اور آپ جو دین لائے ہیں اُس پر ایمان لائے، کیا آپ ہمارے بارے میں خوف فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! بے شک دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔

اسے ترمذی (۲۱۴۰) وقال: هذا حديث حسن) اور ابن ماجہ (۳۸۳۲) نے روایت کیا ہے۔ تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابو معاویہ الضریر کے سماع کی تصریح مسند احمد (۱۱۲/۳ ج ۱۲۱۰۷) میں موجود ہے لیکن سلیمان بن مہران الأعمش مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ اس روایت میں مرفوع حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جن سے یہ حسن صحیح ہے لیکن ”کیا آپ ہمارے بارے میں خوف فرماتے ہیں؟“ والے جملے کا کوئی صحیح یا حسن شاہد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

[۱۰۴] وعن أبي موسى قال: قال رسول الله ﷺ: ((مثل القلب

كريشة بأرض فلاة يقلبها الرياح ظهرًا لبطن)). رواه أحمد .

(سیدنا) ابو موسیٰ (الاشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جو چٹیل میدان پر پڑا ہوا ہے (اور) ہوائیں اُسے اُلٹ پلٹ کر اُڑا رہی ہیں۔ اسے احمد (۴۰۸/۴ ج ۱۹۸۹۵) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابو کبشہ السدوسی البصری کی توثیق حاکم نیشاپوری (المستدرک ۴۴۰/۴ ج ۸۳۶۰ صحیح حدیث) کے علاوہ کسی سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ مجہول الحال راوی ہے۔ مسند احمد (۴۱۹ ج ۱۹۷۵) میں اس کا ایک ضعیف شاہد ہے، شعب الایمان للبیہقی (۳۱ ج ۷۵۱) میں اس کا تیسرا ضعیف شاہد بھی ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہی ہے۔



سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ”إنما سمي القلب قلباً لتقلبه وإنما مثل القلب مثل ريشة بفلاة من الأرض“ ”قلب (دل) کو اس کے پھرنے کی وجہ سے دل کہا جاتا ہے اور دل کی مثال چٹیل میدان پر پڑے ہوئے پَر کی طرح ہے۔“

(مسند علی بن الجعد: ۱۳۵۰ و سندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۲۶۱/۱)

تنبیہ: روایت مذکورہ موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے۔

[۱۰۴] وعن علي قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: (( لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع: يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن بالموت والبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر )) . رواه الترمذي وابن ماجه .

(سیدنا) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے (۱) اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے (۲) اور یہ کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں، اللہ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (۳) موت اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان (۴) اور تقدیر پر ایمان لائے۔ اسے ترمذی (۲۱۴۵) اور ابن ماجہ (۸۱) نے روایت کیا ہے۔ تحقیق الحديث: یہ روایت معلول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اسے ابن حبان (الاحسان: ۱۷۸) حاکم (۳۳۱) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے لیکن اس کی سند معلول ہے۔ ربیع بن جراح رحمہ اللہ اگرچہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے لیکن انھوں نے یہ روایت ”عن رجل عن علي“ کی سند سے بیان کی ہے۔

(دیکھئے سنن الترمذی: ۲/۲۱۴۵، مسند ابی داؤد الطیالسی: ۱۰۶، مسند احمد ۱۳۳/۱ ح ۱۱۱۲، مسند عبد بن حمید: ۷۵، شرح

النیز اللیغوی ۱۲۲/۱ ح ۶۶، کتاب القدر للفریابی: ۱۹۲، ۱۹۳، کتاب القدر للیمینی: ۱۹۳، ۱۹۴)

المزید فی متصل الاسانید کا مسئلہ ہے کہ اگر ایک روایت میں راوی کا اضافہ ہو اور دوسری میں وہ راوی موجود نہ ہو تو اسی اضافے کا اعتبار ہے الا یہ کہ اضافے کے بغیر والی روایت میں راوی کی اپنے استاد سے سماع کی تصریح ہو۔ دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح (ص ۲۹۰ نوع ۳۷)

روایت مذکورہ میں ربیع بن حراش نے سیدنا علیؓ سے سماع کی تصریح نہیں کی لہذا زائد راوی (رجل من بنی اسد) کے اضافے کا ہی اعتبار ہے، امام دارقطنی نے بھی اسی اضافے کو صواب (صحیح) قرار دیا ہے۔ دیکھئے العلیل للدارقطنی (ج ۳ ص ۱۹۶، ۱۹۷: ۳۵۷) اور یہ رجل جہول ہے۔

المزیدی فی متصل الاسانید کے بنیادی اصول حدیث کی رو سے امام ترمذی و حافظ مقدسی صاحب المختارۃ کا قول مرجوح و غیر صواب ہے۔

اس حدیث کے معنوی شواہد ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (۶۸۷۸) و صحیح مسلم (۱۶۷۶) [۱۰۵] وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ :

(( صنفان من أمتي ليس لهما في الإسلام نصيب: المرجئة والقدرية . ))  
رواہ الترمذی وقال: هذا حديث غريب .

(سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے: مرجئہ اور قدریہ  
اسے ترمذی (۲۱۴۹) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اسے ترمذی کے علاوہ ابن ماجہ (۶۲) نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا راوی نزار بن حبان الاسدی ضعیف ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۱۰۴) و انوار الصحیفۃ (ص ۶۱۲) و کتاب الحجر و حین لابن حبان (۵۶۱۳)

اس روایت کے بہت سے ضعیف شواہد ہیں جن کے ساتھ مل کر بھی یہ روایت ضعیف ہی ہے۔  
تنبیہ: سنن ترمذی کے قدیم قلمی نسخے میں اس حدیث کے بعد امام ترمذی کا قول لکھا ہوا ہے کہ ”هذا حديث حسن غريب“ (ص ۱۴۱ ب)

محدث متساہل ہو یا معتدل اس کی وہی توثیق و تضعیف اور تصحیح و تضعیف معتبر ہے جو جمہور محدثین کے خلاف نہ ہو۔ یاد رہے کہ جس روایت کی سند صحیح یا حسن لذاتہ نہ ہو تو وہ روایت دین میں حجت نہیں ہوتی لہذا اس کے فوائد و فقہ الحدیث لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حافظ زبیر علی زئی

## توضیح الأحكام

امام بخاری کی قبر کے وسیلے سے دعا

سوال: درج ذیل عبارت کی وضاحت درکار ہے:

قسطلانی نے ”ارشاد الساری“ میں نقل کیا ابوعلی حافظ سے، انھوں نے کہا مجھ کو خبر دی  
ابوالفتح نصر ابن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۲ھ میں کہ سمرقند میں ایک  
مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا۔ آخر ایک نیک شخص  
آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا: میں تم کو ایک اچھی صلاح دینا چاہتا ہوں۔  
انھوں نے کہا: بیان کرو۔ وہ شخص بولے: تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی  
قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو، شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کر  
قاضی نے کہا: تمھاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری  
کی قبر پر گیا۔ اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلے سے پانی مانگا تو اللہ تعالیٰ نے اسی  
وقت شدت کا پانی برسا نا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ  
سے نکل نہ سکے۔

حوالہ: تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح بخاری شریف (علامہ وحید الزمان) جلد اول (دیباچہ)  
صفحہ ۶۴۔ نعمانی کتب خانہ، لاہور، ضیاء احسان پبلشرز (۱۹۹۰)

اس واقعہ کی تحقیق و تخریج اپنے ماہنامہ ”الحديث“ میں شائع کر دیں یا بذریعہ ڈاک مجھے  
ارسال فرمادیں۔ جزاک اللہ خیراً (خالد اقبال سوہدروی)

الجواب: روایت مذکورہ احمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) کی کتاب ارشاد الساری  
(ج ۱ ص ۳۹) میں موجود ہے لیکن قسطلانی سے لے کر ابوعلی الحافظ تک سند نامعلوم ہے۔

ابوعلی الحافظ کون ہے؟ اس کا بھی کوئی اتنا پتا نہیں ہے۔ یاد رہے کہ یہاں ابوعلی

الحافظ النیسابوری مراد نہیں ہیں جو کہ حاکم وغیرہ کے استاد تھے۔ وہ تو ابو الفتح نصر بن الحسن  
السمرقندی کے دور سے بہت پہلے فوت ہو گئے تھے۔  
خلاصہ یہ کہ امام بخاری کی قبر کے پاس بارش کی دعا والا یہ قصہ ثابت نہیں ہے۔  
(۲۳/اپریل ۲۰۰۷ء)

نبی ﷺ کی قبر کے پاس درود اور اس کا سماع؟

سوال: جو درود نبی ﷺ کی قبر مبارک کے پاس پڑھا جاتا ہے۔ کیا آپ ﷺ اسے  
بنفسہ سماعت فرماتے ہیں؟ دلیل سے واضح کریں۔ (فرحان الہی، راولپنڈی)  
الجواب: ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”من صلی عند قبري سمعته ومن صلی علی نائياً أبلغته“ جو شخص مجھ پر میری  
قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو  
وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

(کتاب الضعفاء للعقيلي ۱۳۶/۲، ۱۳۷، مصنفات ابی جعفر بن ابی شری: ۳۵، شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۸۳،  
کتاب الموضوعات لابن الجوزی ۳۰۳/۵۶۲، امالی ابن شمعون بلفظ آخر: ۲۵۵، تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۹/۲۲۰)  
عقيلي نے کہا: ”لا أصل له من حديث الأعمش“ اعمش کی حدیث سے اس کی کوئی  
اصل نہیں ہے۔ (ص ۱۳۷ ج ۴)

ابن الجوزی نے کہا: ”هكذا حديث لا يصح“ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (الموضوعات ۳۰۳)  
اس کا راوی ابو عبد الرحمن محمد بن مروان السدی ہے جس کے بارے میں ابن نمیر نے کہا:  
”كذاب“ (الضعفاء للعقيلي ۱۳۶/۱۳۷ وسند حسن، الحديث: ۲۴ ص ۵۲)

امام بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا: اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی۔

(الضعفاء الصغیر: ۳۵۰، الجرح والتعديل ۸/۸۶)

ابن حبان نے کہا: یہ ثقہ راویوں سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔

(المجر وجین ۲۸۶۲، الحدیث: ۲۴ ص ۵۲)

معلوم ہوا کہ یہ سند موضوع ہے۔ حافظ ابن القیم نے ابوالشیخ (الاصہبانی) کی طرف منسوب کتاب ”الصلوة علی النبی ﷺ“ سے اس کی دوسری سند دریافت کی ہے۔

(دیکھئے جلاء الافہام ص ۵۴)

اس سند میں عبدالرحمن بن احمد الاعرج مجہول الحال راوی ہے لہذا یہ سند ابو معاویہ الضریح تک بھی ثابت نہیں ہے۔ سلیمان بن مہران الاعمش مشہور مدلس تھے اور ان کی عن والی روایت ابوصالح سے ہو یا کسی اور سے، غیر صحیحین میں ضعیف ہی ہوتی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۳۳ ص ۳۸ تا ۴۳

حافظ ذہبی کا اعمش کی ابوصالح وغیرہ سے روایت کو محمول علی الاتصال قرار دینا غلط ہے۔ خلاصۃ التحقیق: یہ روایت دونوں سندوں کے ساتھ ضعیف یعنی مردود ہے۔ نیز دیکھئے الضعیفۃ للالبانی (۲۰۳)

ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ کو امتیوں کے درود پہنچاتا ہے۔ (الصحیحۃ للالبانی: ۱۵۳۰ بحوالہ الدیلمی والسخاوی)

یہ روایت اپنی دونوں سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔ پہلی سند میں بکر بن خداش مجہول الحال اور محمد بن عبداللہ بن صالح المروزی مجہول ہے۔ دوسری سند میں نعیم بن مضمض مجہول اور عمران بن حمیری مجہول الحال ہے لہذا اسے حسن قرار دینا غلط ہے۔

صحیح روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے فرشتے زمین میں پھرتے ہیں اور نبی ﷺ کو آپ کی امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔ (سنن النسائی ۴۳/۳ ح ۱۲۸۳، فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ لاسامیل بن اسحاق القاضی: ۲۱ و سندہ صحیح، سفیان الثوری صرح بالسماع)

### اعلان

ماہنامہ الحدیث: ۲۹ ص ۹ پر کمپوزنگ کی غلطی سے ”ہذا خلق اللہ و الخلق“ چھپ گیا تھا جبکہ صحیح ”ہذا خلق اللہ الخلق“ ہے۔ وما علینا إلا البلاغ . حافظ شیر محمد (مکتبۃ الحدیث حضرو)

## حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ کا ایک خط

حافظ عبدالمنان بن عبدالحق بن عبدالوارث بن قائم الدین نور پوری ۱۳۶۳ھ (۱۹۴۴ء) کو نور پور چہل حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد اسماعیل سلمی، حافظ عبداللہ روپڑی اور حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ بہت مشہور ہیں۔ آپ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں عرصہ دراز سے مدرس ہیں۔ آپ کی چند تصنیفات درج ذیل ہیں: غنچہ نماز، تحقیق الترویج، نخبة الاصول، رفع یدین، ادائے سنت فجر، رسالہ بیس رکعت ترویج کی شرعی حیثیت پر ایک نظر، کیا تقلید واجب ہے، اجادۃ القرئی لاثبات الجمعۃ فی القرئی، ارشاد القاری الی نقد فیض الباری، احکام ومسائل، مکالمات نور پوری، مقالات نور پوری، زبدۃ التفسیر اور بیج التبیان وغیرہ۔

حافظ عبدالمنان صاحب حفظہ اللہ سے مجھے شرف تلمذ حاصل ہے۔ جزا اللہ خیراً / زرع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عبدالمنان نور پوری بطرف جناب محترم حافظ زبیر علی زئی۔ حفظہما اللہ سبحانہ و تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد! خیریت موجود عافیت مطلوب۔ آپ کا ماہنامہ موقر جریدہ ”الحدیث“ باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے۔ ماشاء اللہ رسالہ کیا ہے؟ تحقیق و تخریج کے لالی و جواہر کا گنجینہ، معارف و علوم کے دراہم و دانیر کا خزینہ اور بحر حقائق و دقائق میں شنوری کے لئے ایک سفینہ شمیمہ۔

حالیہ شمارہ میں کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے متعلق تحقیق و تخریج اس فقیر الی اللہ الغنی کی نظر سے گزری۔ دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے علم، عمل اور رزق میں برکت فرمائے نیز آپ کو دین حنیف کی مزید خدمت کی توفیق سے نوازے آمین یا رب العالمین۔

فتح الباری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر حدیث نمبر ۴۲۰۹-۴۲۱۰ کی شرح میں لکھا ہے۔



”وعند ابن عدي عن أبي هريرة و زاد: مكتوباً فيه لا إله إلا الله محمد رسول الله“  
گزارش ہے کہ جناب اس روایت کی تحقیق و تخریج بھی سپرد قلم فرمائیں۔ تمام احباب و  
انخوان کی خدمت میں تحیہ سلام پیش فرمادیں۔  
ابن عبدالحق بقلم خود  
۱۴۲۸ھ/۳/۱۹ سر فراز کالونی۔ گوجرانوالہ

روایت مذکورہ کی تحقیق: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ  
روایت مسئلہ میری تحقیق کے مطابق اکمل لابن عدی (ج ۲ ص ۶۵۸، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۱۳)  
اور اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ الاصبہانی (ص ۱۴۴) میں محمد بن ابی حمید عن الزہری عن سعید  
بن المسیب عن ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی سند سے موجود ہے۔

اس کا راوی محمد (حماد) بن ابی حمید: ضعیف ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۵۸۳۶)  
امام احمد، امام یحییٰ بن معین، ابوحاتم الرازی، ابوزرعہ الرازی، امام بخاری اور نسائی نے اس  
پر جرح کی ہے۔ دیکھئے کتاب الضعفاء للبخاری (۳۲۵) کتاب الضعفاء للنسائی (۱۳۷) اور  
کتاب الجرح والتعديل (۲۳۳، ۲۳۴)

اکمل ابن عدی اور اخلاق النبی ﷺ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا شاہد بھی مروی  
ہے جس کی سند عباس بن طالب اور حیان بن عبید اللہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ایک روایت  
میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی انگشتی پر ”لا إله إلا الله محمد رسول الله“ لکھا ہوا تھا۔ دیکھئے  
اخلاق النبی ﷺ (ص ۱۲۸)

اس کی سند ابوخلیفہ الفضل بن حباب کے والد کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف  
ہے۔ حباب مذکور کو میرے علم کے مطابق سوائے ابن حبان کے (الثقات ۲۱۷/۸) کسی نے  
ثقتہ نہیں قرار دیا۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس روایت کو ”وسندہ واہ“ اور اس کی سند سخت کمزور  
ہے۔ (فتح الباری ۶/۱۲۷، ۲۹۷) اور شاذ (فتح الباری ۱۰/۳۲۹، ۵۸۷) لکھا ہے۔

درج بالا روایت کی تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر کا فتح الباری میں سکوت حجت نہیں ہے۔  
(۱۴۲۸ھ/۴/۱)

### احادیث کو قرآن پر پیش کرو، والی حدیث کی تحقیق

سوال: سیدنا علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ لوگ مجھ سے احادیث روایت کریں گے، ان احادیث کو قرآن پر پیش کرو۔ جو حدیث قرآن کے موافق ہو اس پر عمل کرو اور جو قرآن مجید کے موافق نہ ہو اس پر عمل نہ کرو۔ (سنن دارقطنی)

براہ مہربانی آپ اس حدیث کی تحقیق ماہنامہ ”الحديث“ میں شائع فرمائیں۔  
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) [آصف اقبال۔ راولپنڈی]

الجواب: سنن الدار قطنی میں ہے: ”قال رسول الله ﷺ: إنها تكون بعدي رواة عني الحديث، فأعرضوا حديثهم على القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم يوافق القرآن فلا تأخذوا به“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد راوی ہوں گے جو مجھ سے حدیث بیان کریں گے پس ان کی حدیث کو قرآن پر پیش کرو پھر جو قرآن کے موافق ہو تو اسے لے لو اور جو قرآن کے موافق نہ ہو تو اسے نہ لو۔

(ج ۴ ص ۲۰۸، ۲۰۹ ح ۲۲۳۰)

اس روایت کی سند میں ایک بنیادی راوی جبارہ بن المغلس ہے جس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: جبارہ کذاب (الجرح والتعديل ۵۵۶/۲ وسندہ حسن) دارقطنی نے کہا: متروک (سوالات البرقانی: ۷۱) امام احمد بن حنبل نے جبارہ کی بعض احادیث کو موضوع یا جھوٹ قرار دیا۔ (دیکھئے کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للاحمد ج ۱ ص ۱۸۵ تا ۱۰۰۹) ابن حبان، ذہبی اور ابن حجر وغیرہم (جمہور) نے جبارہ پر جرح کی ہے۔ بعض علماء سے جبارہ کی توثیق یا عدم تکذیب مروی ہے جو جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ حافظ ہیثمی نے کہا: ”وضعفه الجمهور“ اور (جبارہ کو) جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱)

جبارہ کے مجروح ہونے اور امام احمد کی گواہی کو مد نظر رکھنے سے معلوم ہوا کہ سنن دارقطنی والی روایت مذکورہ موضوع ہے۔ حافظ دارقطنی نے بذات خود بھی اسے وہم

قراردیا ہے۔ رہی علی بن الحسین رحمہ اللہ والی مرسل روایت تو اس کا کوئی اتا پتا اور نام و نشان معلوم نہیں ہے لہذا یہ مرسل روایت بھی مردود ہے۔ (۲۳ اپریل ۲۰۰۷ء)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کسے پیدا کیا؟

سوال: میں چند احادیث طاہرہ القادری کی کتاب (میلاد النبی) سے نقل کر رہا ہوں اور میں ان احادیث کی صحت کے بارے میں تفصیل چاہتا ہوں کہ کیا یہ احادیث صحیح ہیں یا کہ ضعیف۔ براہ مہربانی ان احادیث کے بارے میں بتائیں تاکہ میں حقیقت سے آگاہ ہو سکوں۔

پہلی حدیث: باب اولیت محمدیؐ کا احادیث سے ثبوت۔ (ص ۱۱۰ قادری)  
جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! مجھے یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟

آپؐ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور! اپنے نور سے پیدا فرمایا! پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا! اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا۔ نہ آسمان تھا نہ زمین نہ سورج تھا نہ چاند نہ جن تھا اور نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ پھر چوتھے حصے کو تقسیم کیا چار حصوں میں!

تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے! پھر چوتھے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ! (قطانی المواہب اللدنیہ ۱/۱۷۱، بروایت امام عبد الرزاق)

دوسری حدیث (ص ۱۱۵ قادری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”أن النبی ﷺ قال كنت نوراً بین یدی ربی

قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام“ (قسطانی، المواہب اللدنیہ ۷/۷۱)  
تیسری حدیث (ص ۱۱۷ قادری)

حضرت عبداللہ بن مبارک سفیان ثوری سے وہ جعفر بن محمد الصادق سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نور محمدیؐ کو آسمانوں، زمین، عرش، کرسی، قلم، جنت اور دوزخ سے قبل پیدا فرمایا اور تخلیق آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، عیسیٰ، سلیمان اور داود سے قبل پیدا فرمایا! اور اس نبی سے پہلے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ یعنی (اور ہم نے اُن (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے) سے لے کر (اور ہم نے انہیں چن لیا تھا اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمادی تھی) تک! اور تمام انبیاء کی تخلیق سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور آپ کے ساتھ بارہ حجاب پیدا فرمائے۔

نوٹ: اس کا قادری صاحب نے کوئی حوالہ نہیں دیا پھر بھی آپ اس کو ضرور تلاش کیجئے گا اور اس روایت کی مکمل تفصیل بھی بتائیے گا۔ شکریہ  
چوتھی حدیث (ص ۱۱۹ قادری)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل سے دریافت کیا کہ جبرائیل ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ جبرائیل نے عرض کیا: آقا میری عمر کا تو مجھے صحیح اندازہ نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ (ساری کائنات سے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حجاباتِ عظمت میں سے) چوتھے پردہ عظمت میں ایک (نورانی) ستارہ چمکا کرتا تھا اور وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا تھا! آقا میں نے اپنی زندگی میں وہ نورانی ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ آپؐ فرمانے لگے: جبرائیل مجھے اپنے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم وہ (چمکنے والا ستارہ) میں ہی ہوں! (حلبی، السیرۃ الحلبیہ ۳۰۰)  
پانچویں حدیث (ص ۱۲۱ قادری)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کہ آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے

پہلے قلم کو پیدا کیا پھر اسے فرمایا کہ لکھ اس نے عرض کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قدر تحریر کر جو کچھ پہلے ہو چکا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے۔

(ترمذی ۴/۲۵۷ کتاب القدر عن رسول اللہ۔ رقم ۲۱۵۵)

یہ پانچ احادیث ہیں جن کی مجھے مکمل تخریج اور تفصیل چاہئے۔ شکریہ

(ابو محمد شاہد بن یوسف، شیخوپورہ)

الجواب: روایاتِ مسئلہ کی مختصر و جامع تحقیق درج ذیل ہے:

① امام عبدالرزاق سے منسوب روایت =

اس روایت کے بارے میں احمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے لکھا ہے کہ ”و روی عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله الأنصاري...“ اور عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ الانصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے۔ (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۶) یہ روایت نہ تو مصنف عبدالرزاق میں ملی ہے، نہ تفسیر عبدالرزاق میں اور نہ امام عبدالرزاق کی کسی دوسری کتاب میں لہذا اس روایت کی سند معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

تنبیہ: بعض بریلویوں نے ”الجزء المفقود“ کے نام سے چالیس روایات کا ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں اس مفہوم کی، دوسرے الفاظ کے ساتھ ایک روایت لکھی ہوئی ہے۔ یہ الجزء المفقود سارے کا سارا موضوع اور من گھڑت ہے۔ دیکھئے کتاب ”جعلی جزء کی کہانی“ ایک رضا خانی بریلوی نے ”علمی محاسبہ“ کے نام سے ایک گالی نامہ مرتب کر کے شائع کیا ہے لیکن اپنی ساری کارروائی کے باوجود وہ جعلی ”الجزء المفقود“ کو مستند و معتبر ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا نور پیدا فرمایا اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں آیا ہے کہ (( أول شيء خلق الله تعالى القلم فأمره فكتب كل شيء يكون... )) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا پھر اسے حکم دیا تو اُس نے ہر ہونے والی چیز کو لکھ لیا۔ (السنن لابن ابی عاصم: ۱۱۲، وسندہ صحیح، الاوائل لہ: ۳، المعجم الکبیر ۱۲/۶۸)

ح ۱۲۵۰۰، مسند ابی یعلیٰ ۲/۲۱۷ ح ۲۳۲۹، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۷۸

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”أول ما خلق الله القلم“ الخ اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا۔ (تفسیر ابن جریر ۳۰/۲۵ وسندہ حسن، السنۃ لعبد اللہ بن احمد: ۸۹۸) تفسیر ابن جریر (۹/۲۹) میں اس کا صحیح لذاتہ شاہد بھی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں: ”أول ما خلق الله من شيء القلم“ اللہ نے سب سے پہلی چیز جو پیدا فرمائی قلم ہے۔

② سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت

قسطلانی نے لکھا ہے: ”و في أحكام ابن القطان مما ذكره ابن مرزوق عن علي بن الحسين عن أبيه عن جده أن النبي ﷺ قال: كنت نوراً بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة عشر ألف عام“ احکام ابن القطان میں ہے جیسا کہ ابن مرزوق نے ذکر کیا ہے: علی بن حسین سے وہ اپنے ابا (حسین رضی اللہ عنہ) سے وہ ان کے دادا (علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ کے سامنے نور تھا۔ (المواہب اللدنیہ ۳۹/۱)

ابن القطان الفاسی (پیدائش ۵۶۲ھ، وفات ۶۲۸ھ) کی کتاب ”بیان الوہم والایہام الواقعیین فی کتاب الاحکام“ میں یہ روایت نہیں ملی اور نہ ابن مرزوق (محمد بن احمد بن محمد بن مرزوق الحنسی، پیدائش ۷۱۰ھ وفات ۷۸۱ھ) نے اس کی کوئی سند بیان کی ہے۔ عجلونی نے اسے کسی ”علقمی“ کے حوالے سے ”علی بن الحسین عن أبيه عن جده“ کی سند سے نقل کیا ہے۔ (کشف الخفاء ۳۰۴/۲ ح ۲۰۰۷)

عجلونی، علقمی، قسطلانی، ابن مرزوق اور ابن القطان الفاسی ان تمام سے لے کر علی بن الحسین رحمہ اللہ تک اس روایت کی کوئی سند کہیں بھی موجود نہیں ہے لہذا یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے۔

③ امام عبد اللہ بن المبارک کی طرف منسوب روایت

یہ روایت مجھے سند کے ساتھ کہیں نہیں ملی۔ امام عبد اللہ بن المبارک سے اس کا راوی



کون ہے؟ اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے لہذا یہ روایت بھی باطل اور من گھڑت ہے۔

۴) جبریل علیہ السلام کی طرف منسوب روایت

علی بن برہان الدین الحلی الشافعی (پیدائش ۹۷۵ھ وفات ۱۰۴۴ھ) نے لکھا ہے:

”ورأيت في كتاب التشریفات فی الخصائص والمعجزات: لم أقف علی اسم مؤلفه عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ سأل جبريل عليه السلام فقال: يا جبريل! كم عمرت من السنين؟ فقال: يا رسول الله! لست أعلم غير أن في الحجاب الرابع نجم يطلع في كل سبعين ألف سنة مرة، رأيته اثنين و سبعين ألف مرة فقال: يا جبريل! وعزة ربي جل جلاله أنا ذلك الكوكب رواه البخاري...“ میں نے کتاب التشریفات فی الخصائص والمعجزات میں دیکھا ہے جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبریل! تمہاری کتنی عمر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! مجھے علم نہیں ہے لیکن چوتھے پردے میں ایک ستارہ ہے جو ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے، میں نے اسے بہتر ہزار دفعہ دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب جل جلالہ کی عزت کی قسم! میں وہی ستارہ ہوں، اسے بخاری نے روایت کیا ہے... (السيرة الحلیہ ج ۱ ص ۳۰)

یہ روایت بالکل جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ کتاب کے مصنف کا نام ہی معلوم نہیں اور مجہول مصنف سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک کوئی سند مذکور نہیں ہے۔ پھر گیارہویں صدی ہجری کے حلبی صاحب اسے نقل کر کے لوگوں کے سامنے پھیلا رہے ہیں۔ اس روایت میں امام بخاری، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام سب پر جھوٹ بولا گیا ہے حالانکہ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔

اس قسم کی بے سرو پا روایتوں پر عقیدے یا فضائل کی بنیاد وہی لوگ رکھتے ہیں جو علم حدیث اور احادیث صحیحہ سے بالکل خالی ہیں۔

### ⑤ پانچویں روایت: أول ما خلق الله القلم

یہ روایت سنن الترمذی (۳۳۱۹، ۲۱۵۵) مسند ابی داؤد الطیالسی (۵۷۷) مسند علی بن الجعد (۳۴۴۴) اور السنۃ لابن ابی عاصم (۱۰۵) وغیرہ میں مختصرًا و مطولًا ”عبدالواحد بن سلیم عن عطاء بن أبی رباح عن الولید بن عبادۃ بن الصامت عن أبیہ“ کی سند سے مروی ہے۔ عبدالواحد بن سلیم ضعیف ہے، دیکھئے تقریب التہذیب (۴۲۴۱) عبدالواحد کے علاوہ اسے عبداللہ بن السائب نے عطاء بن ابی رباح سے بیان کیا ہے۔ دیکھئے السنۃ لابن ابی عاصم (۱۰۴) والا وائل (۲) عطاء بن ابی رباح کے علاوہ اسے ایوب بن زیاد الحمصی نے ”عبادۃ بن الولید بن عبادۃ عن أبیہ عن عبادۃ“ کی سند سے بیان کیا ہے۔

(مسند احمد ۵/۳۱۷ ج ۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۳۱۷، الشریعۃ للآجری ص ۸۴ ج ۱۸۰)

ولید بن عبادۃ بن الصامت سے اسے عطاء بن ابی رباح اور عبادۃ بن الولید کے علاوہ یزید بن ابی حمیب نے بھی بیان کیا ہے۔ (مسند احمد ۵/۳۱۷ ج ۲۲، مختصرًا و مطولًا) ان کے علاوہ اس روایت کی اور بھی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض کا ذکر سوال نمبر ۱ کے جواب میں گزر چکا ہے لہذا یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن یا صحیح ہے۔ والحمد للہ (۶/۲۰۰۷ء)

### تشہد میں رفع سبابہ اور مسلسل اشارہ

سوال: رفع سبابہ کے متعلق حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے اپنی کتاب نماز محمدی کے اندر تشہد ثانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تشہد میں تسلسل کے ساتھ انگلی کا اشارہ کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے صرف ایک دو بار اشارہ کر لینا ہی کافی ہے؟

(ایاز احمد ناصر، بنیائیں ضلع گجرات)

الجواب: امام زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ نے ”عاصم بن کلیب عن أبیہ عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ“ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ”ثم رفع أصبعه فرأيتہ

یحرکھا یدعو بہا“ (سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ (ﷺ) نے اپنی (شہادت والی) انگلی اٹھائی تو میں نے دیکھا، آپ اسے ہلا رہے تھے اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے۔ (مسند احمد ۳/۳۱۸ ح ۱۸۸۷۰، وسندہ صحیح، سنن النسائی ۱۲/۲، ۱۲۶ ح ۸۹۰، صحیح ابن خزيمة: ۷۱۳، وصرح جعفر زائده، صحیح ابن الجارود: ۲۰۸، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۶۰) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ زائده بن قدامہ: ”ثقة ثبت صاحب سنة“ تھے۔ (اتقرب: ۱۹۸۲) عاصم بن کلیب اور ان کا والد دونوں جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔ چودھویں پندرھویں صدی میں شیخ مقبل الیمنی وغیرہ بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ زائده کی روایت شاذ ہے۔ ان لوگوں کا یہ دعویٰ بیت عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ اگر ایک ہزار راوی مذکورہ الفاظ بیان نہ کریں اور صرف زائده بن قدامہ صحیح سند کے ساتھ یہ الفاظ بیان کریں تو ان الفاظ کا ہی اعتبار ہوگا۔ جب ایک روایت میں ذکر ہے اور دوسری روایت میں ذکر نہیں ہے تو ایسی حالت میں عدم ذکر سے استدلال کر کے شاذ و معلول قرار دینا بے حد عجیب و غریب اور باطل ہے۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ زائده بن قدامہ کی اس صحیح روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”وصححه ابن خزيمة و ابن حبان و ابن الجارود و ابن الملقن و النووي و ابن القيم و ابن حجر العسقلاني وهو مخرج في الإرواء (۲/۶۸، ۶۹) و صحيح أبي داود (۷۱۷)“ اور اسے ابن خزيمة، ابن حبان، ابن الجارود، ابن الملقن، نووی، ابن القیم اور ابن حجر العسقلانی نے صحیح کہا ہے اور اس کی تخریج ارواء الغلیل (۲/۶۸، ۶۹) اور صحیح ابوداؤد (۷۱۷) میں موجود ہے۔ (السلسلة الصحيحة ۵۵۱/۷ ح ۳۱۸۱)

اس کے بعد شیخ البانی نے تفصیل کے ساتھ ان متاخرین کا زبردست رد کیا ہے جو محدثین کی مخالفت کر کے اس روایت کو آج کل شاذ کہہ رہے ہیں۔ شیخ البانی نے باطل کے یہ بھی ثابت کیا کہ چار ثقہ راویوں نے زائده کی متابعت کی ہے۔ والحمد للہ سوال: فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“

میں جنازے کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کرام میت والے گھر جمع ہو کر بیٹھنا کسی قسم کا اجتماع کرنا یا میت والے گھر کھانا کھانا نوہ (یعنی حرام) شمار کرتے تھے۔ (ایاز احمد ناصر، بنیاں ضلع گجرات)

الجواب: یہ روایت مسند احمد (۲۰۴/۲ ح ۶۹۰۵) سنن ابن ماجہ (۱۶۱۲) اور المعجم الکبیر للطبرانی (۳۰۷/۲ ح ۲۲۷۸، ۲۲۷۹) میں ’’إسماعیل (بن أبي خالد) عن قیس (بن أبي حازم) عن جریر بن عبد الله البجلي رضي الله عنه‘‘ کی سند سے مروی ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد کو حافظ ابن حجر نے مدلسین کے طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (۲۳۶) لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔ دیکھئے الفتح المبین (ص ۳۴)

لہذا یہ روایت اسماعیل کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تاہم یاد رہے کہ اہل میت کا لوگوں کے لئے کھانا پکانا اور اس پر اجتماع کرنا بدعت ہے لہذا ایسی حرکتوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔ (۶/۱ مئی ۲۰۰۷ء)

دریچہ اصلاح تھوڑی سی توجہ ادھر بھی! ابن نور محمد

بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں صغیر و حقیر جان کر بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے اور انہیں لائق التفات نہیں سمجھا جاتا۔ انہی میں سے ایک ’’زبان‘‘ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری: ۶۷۷۴)

نیز فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو کثرت کے ساتھ کون سی چیز جہنم میں داخل کرے گی؟ وہ دو کھوکی چیزیں: زبان اور شرمگاہ ہیں۔ (ترمذی: ۲۰۰۴، ابن ماجہ: ۴۲۳۶، اسنادہ صحیح)

حدیث نبوی کا کلمہ ہے کہ معاذ بنی النضیر نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول ﷺ) کیا زبان کے ذریعے سے بھی ہماری گرفت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ گرانے والی زبان کی کاٹی ہوئی بھتی (گفتگو) کے سوا اور کیا ہے۔ (ترمذی: ۲۶۱۶، حسن)

حافظ زبیر علی زئی

## امام زہری کی امام عروہ سے روایت اور سماع

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :  
امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”أدرکت من قریش أربعة بحور :  
سعيد بن المسيب وعروة بن الزبير و أبا سلمة بن عبد الرحمن و عبيد الله  
ابن عبد الله“ میں نے قریش میں سے چار (علم کے) سمندروں کو پایا ہے: سعید بن  
المسیب، عروہ بن الزبیر، ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور عبید اللہ بن عبد اللہ .

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للامام احمد ج ۱ ص ۶۳ فقرہ: ۱۴۳، دوسرا نسخہ: ۱۴۹، وسندہ صحیح)

امام زہری نے فرمایا: ”ولقيت أربعة من قریش كلهم بحور: عروة بن الزبير و  
سعيد بن المسيب و أبو سلمة و عبيد الله“

اور میں نے قریش میں چار سے ملاقات کی ہے: عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، ابوسلمہ اور  
عبید اللہ، یہ سب (علم کے) سمندر تھے۔ (تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۹۴۵ وسندہ حسن)

اس مفہوم کی ایک روایت یعقوب بن سفیان الفارسی کی کتاب المعرفۃ والتاریخ  
(۴۷۹/۱) میں بھی ہے۔

امام زہری نے بہت سی روایتوں میں فرمایا ہے: ”حدثني عروة (بن الزبير)“  
دیکھئے صحیح بخاری (۶۲۶، ۱۱۲۳) صحیح مسلم (۱۷۹۵، ۲۷۱/۸۱۸) ومسند احمد (۸۸/۶)  
ج ۳ (۲۴۵) ومسند الحمیدی (تحقیقی: ۱۶۰، والنسخۃ الدیوبندیہ: ۱۵۹) ومسند الدارمی  
(۲۷۷/۱) ومشکل الآثار للطحاوی (تحفۃ الاخیار ۴/۱۰۹ ج ۲۳۸۰) ومعانی الآثار  
(۱۵۴/۴) والمسند رک للحاکم (۳۴۱ ج ۹۶) اور التاریخ الکبیر لابن ابی خثیمہ (ص ۳۱۹  
ج ۸۷۷ وسندہ صحیح)

بعض روایتوں میں امام زہری فرماتے ہیں: ”حدثنا عروة“ دیکھئے صحیح بخاری (۲/۳۸۷) صحیح مسلم (۶۰۹) و ترمذی (۱۳۷۵) بعض جگہ ”أخبرني عروة“ کہتے ہیں۔ دیکھئے مسند احمد (۲۰۱/۶ ح ۲۵۶۵۰) و مسند الحمیدی (۳۰۸، ۵۴۳، ۵۵۳، تحقیقی) و مسند الشافعی (ص ۳۰۷) و الأم للشافعی (۲۸/۵) و موطأ امام مالک (۲/۶۰۵ ح ۱۳۲۵) و مسند ابی داود الطیالسی (۳۹) و مسند ابن المبارک (۱۵۹) و مصنف عبدالرزاق (۴/۳۶۰ ح ۱۳۸۸، و سندہ صحیح، ۳۲۰/۵ ح ۹۷۱۹ و سندہ صحیح) و مصنف ابن ابی شیبہ (۲۵۲/۱۰ ح ۲۹۳۰) و صحیح ابن خزیمہ (۳۰۴، ۳۳۲، ۱۰۳۶، ۲۱۵۰) و صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۳) و المستدرک للحاکم (۳۳۴/۱ ح ۱۲۴۰) و قال: ”صحیح علی شرط الشيخین“ و وافقه الذہبی (صحیح ابن الجارود) (المنفی: ۷۰۰، ۷۲۵، ۷۳۸) و مشکل الآثار للطحاوی (۵۳/۴ ح ۲۲۹۳) و مسند اسحاق بن راہویہ (المکتبۃ الشاملہ ۲/۲۵۲ ح ۳۱، ۲/۲۴۲ ح ۲۱، ۲/۱۸۶ ح ۶۶۵) اور کہیں ”سمعت عروة“ فرمایا ہے۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۲۸۷۹، ۳۳۹۲، ۴۰۰۷) و صحیح مسلم (۲۵۴/۱۶ ح ۱۳۴، ۴۰۵، ۲۱۴، ۱۳۴ ح ۱۳۴) و مسند احمد (۶/۲۲۳ ح ۲۵۸۶۵) و مسند الدارمی (۲/۱۶۲ ح ۲۲۷۲) و المستدرک للحاکم (۲/۱۶۸ ح ۲۷۰۶) و قال: ”صحیح علی شرط الشيخین“ و السنن الکبریٰ للبیہقی (۴/۱۳۸ ح ۴۴۱) و المعجم الکبیر للطبرانی (۲۳/۵۶ ح ۱۳۴) وغیرہ۔

اس طرح کے اور بھی بے شمار حوالے ہیں جن سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام زہری امام عروہ کے شاگرد ہیں اور ان کی روایت عروہ سے (صحیحین کے علاوہ سماع کی تصریح کے بعد) متصل ہوتی ہے۔ امام ابن شہاب الزہری بذاتِ خود فرماتے ہیں کہ ”کان إذا حدثني عروة ثم حدثني عمرة صدق عندي حديث عمرة حديث عروة فلما استخبرتهما إذا عروة بحر لا ينزف“ جب مجھے عروہ حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث بیان کرتیں تو میرے نزدیک عمرہ کی حدیث عروہ کی حدیث کی تصدیق کرتی پھر جب



میں نے دونوں کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ عروہ ایسا سمندر ہیں جس میں کمی نہیں آتی۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۳/۱۷۳ وسندہ صحیح)

ان نصوص متواترہ کے مقابلے میں ایک جدید تحقیق ظہور پذیر ہوئی ہے۔!

ایک شخص نے مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد ولاہور کی شائع کردہ کتاب ”جعلی جزء کی کہانی اور... الجزء المفقود یا الجزء المصنوع“ کا ”علمی محاسبہ“ کے نام سے جواب دینے کی کوشش کی ہے جسے علمی محاسبے کے بجائے ”گالی نامہ“ یا مجموعہ مغالطات وغیرہ کا نام دینا زیادہ مناسب ہو گا۔ یہ کتاب میلادہ بلیکیشنز لاہور سے مارچ ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے مصنف نے لکھا ہے: ”قارئین کرام! بخاری شریف کے ان چھ مقامات پر امام زہری حضرت عروہ بن زبیر سے خبرنی یا حدیثی سے سماع کی تصریح کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی ملاقات حضرت عروہ بن زبیر سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔ جلیل القدر محدث جرح و تعدیل کے بہت بڑے امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

۱۔ ولكن لا يثبت له السماع من عروة و ان كان قد سمع ممن هو اكبر منه غير ان اهل الحديث قد اتفقوا على ذلك و اتفقهم على الشيء يكون حجة .  
(تہذیب التہذیب ج ۹ صفحہ 450 طبع حیدرآباد دکن)

لیکن امام زہری کا حضرت عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہیں ہے اور اگرچہ امام زہری نے عروہ بن زبیر سے بڑے راویوں سے سماع کیا ہے لیکن محدثین عظام نے اس پر اتفاق کیا ہے (کہ امام زہری کا عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہیں ہے) اور محدثین کرام کا کسی چیز پر اتفاق حجت ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام زہری کے عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔“  
(علمی محاسبہ ص ۷۱، ۷۲)

الجواب: تہذیب التہذیب کی عبارت مذکورہ اپنے سابقہ متن کے ساتھ درج ذیل ہے:  
”الزهري لم يسمع من أبان شيئاً لأنه لم يدركه قد أدركه وأدرك من

هو أكبر منه ولكن لا يثبت له السماع من عروة و إن كان قد سمع ممن هو أكبر منه غير أن أهل الحديث قد اتفقوا على ذلك و اتفقهم على الشيء يكون حجة“ (طبع حیدرآباد دکن ج ۶ ص ۳۵۰ و طبع دار الفکر ج ۹ ص ۳۹۸)

قارئین کرام! حیدرآباد کے مطبوعہ نسخے میں خالی جگہ سے صاف ظاہر ہے کہ تہذیب التہذیب سے کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ دار الفکر بیروت کے نسخے میں خالی جگہ نقطے.... لگا دیئے گئے ہیں۔

حافظ ابن حجر کی مذکورہ عبارت اصل میں ابن ابی حاتم کی کتاب المراسیل سے منقول ہے۔ کتاب المراسیل کی مکمل عبارت درج ذیل ہے:

”الزهري لم يسمع من أبان بن عثمان شيئاً لا أنه لم يدركه ، قد أدركه و أدرك من هو أكبر منه ولكن لا يثبت له السماع منه كما أن حبيب بن أبي ثابت لا يثبت له السماع من عروة بن الزبير وهو قد سمع ممن هو أكبر منه غير أن أهل الحديث قد اتفقوا على ذلك و اتفاق أهل الحديث على شيء يكون حجة“

زہری نے ابان بن عثمان سے کچھ بھی نہیں سنا، یہ نہیں کہ انھوں نے ابان کو نہیں پایا، انھیں پایا ہے اور ان سے بڑی عمر والوں کو (بھی) پایا ہے لیکن ان کا ابان سے سماع ثابت نہیں ہے جیسا کہ حبیب بن ابی ثابت کا سماع عروہ بن زبیر سے ثابت نہیں ہے اور انھوں نے عروہ سے بڑی عمر والوں سے سنا ہے لیکن اہل حدیث (محدثین) کا اس پر اتفاق ہے اور کسی چیز پر اہل حدیث کا اتفاق ہو تو وہ حجت ہوتا ہے۔ (المراسیل لابن ابی حاتم ص ۱۹۲)

یہ روایت بعض اختصار کے ساتھ حافظ ابن حجر کے استاد صلاح الدین العلائی کی کتاب جامع التحصیل (ص ۲۶۹) میں بھی موجود ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کا سماع عروہ سے ثابت نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر (امام ابو حاتم رازی سے) یہ نقل فرما رہے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت کا عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہیں ہے جب کہ کاتب یا کمپوزر کی غلطی سے حبیب

بن ابی ثابت کا نام اس عبارت سے گر گیا ہے اور ”گالی نامہ“ کے مصنف نے اس ناقص عبارت کی بنیاد پر اتنا بڑا دعویٰ کر دیا ہے کہ ”امام زہری کے عروہ بن زبیر سے سماع ثابت نہ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔“ سبحان اللہ!

امام زہری تو یہ فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ سے سنا ہے اور بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی وغیرہ محدثین زہری کی عروہ سے روایات کو صحیح قرار دیتے ہیں پھر بھی ”گالی نامہ“ کے مصنف یہ دعویٰ کر کے بغلیں بجا رہے ہیں کہ زہری کی عروہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔!

کتابت اور کمپوزنگ کی غلطیوں پر تحقیق کی بنیاد وہی شخص رکھتا ہے جس کا مقصد علم و تحقیق نہیں بلکہ دھوکا اور مغالطہ ہوتا ہے۔

محمد عبدالکلیم شرف قادری بریلوی پر تعجب ہے کہ انھوں نے اتنی فاش غلطیوں والی کتاب پر کس طرح تقریب لکھ دی ہے؟ کیا انصاف دنیا سے رخصت ہو گیا ہے؟ کیا بریلویوں میں ایسا کوئی نہیں جو انھیں سمجھائے کہ یہ کیا لکھ رہے ہو؟

ایک یقینی و قطعی بات کا انکار ایک ناقص عبارت سے کر دینا اہل تحقیق کو کبھی زیب نہیں دیتا۔  
تنبیہ: گالی نامہ کے مصنف نے تہذیب التہذیب کی جو عبارت نقل کر کے یہ اعلان کیا ہے ”حالانکہ ان کی ملاقات حضرت عروہ بن زبیر سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔“

اسی طرح مشہور منکر حدیث تمنا عمادی نے اپنی کتاب ”امام زہری و امام طبری، تصویر کا دوسرا رخ“ میں تہذیب کی مذکورہ عبارت کا ایک حصہ نقل کر کے یہ اعلان کیا ہے:

”مگر باوجود اس کے خود حافظ ابن حجرؒ ہی لکھتے ہیں اور یقین کے ساتھ لکھتے ہیں کہ زہری کا سماع احادیث عروہ سے ثابت نہیں ہے۔“ (ص ۱۳۵، نیز دیکھئے ص ۱۳۲)

معلوم ہوا کہ اہل سنت ہونے کے بعض دعویدار اصل میں تمنا عمادی اور منکرین سنت کے قدموں کے نشانات پر اندھا دھند گامزن ہیں۔

سنن ترمذی کی ایک سند کا ذکر کر کے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”فإن كان محفوظاً احتمل أن يكون الزهري سمعه من عروة مختصراً و سمعه عنه مطولاً وإلا فالقول ما قال ابن المبارك“ اگر (ترمذی کی یہ عبارت) محفوظ ہے تو اس کا احتمال ہے کہ زہری نے اسے عروہ سے مختصراً سنا ہے اور ان (عبداللہ بن ابی بکر) سے مطولاً سنا ہے ورنہ وہی قول (راخ) ہے جو ابن المبارک نے فرمایا ہے۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۲۷، ۴۲۸ تحت ح ۵۹۹۵ کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبيله ومعاقته)  
حافظ ابن حجر کے اس قول سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب بھی اس کے قائل ہیں کہ زہری نے عروہ سے سنا ہے۔ اس تحقیق کے بعد تہذیب التہذیب کا وہ نسخہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جسے ابراہیم الزیلعی اور عادل مرشد کی تحقیق کے ساتھ مؤسسۃ الرسالۃ سے شائع کیا گیا ہے۔ اس نسخے میں لکھا ہوا ہے کہ ”الزهري لم يسمع من أبان شيئاً لا أنه لم يدره، قد أدركه و أدرك من هو أكبر منه ولكن لا يثبت له السماع منه ، كما أن حبيب بن أبي ثابت لا يثبت له السماع من عروة ، وإن كان قد سمع ممن هو أكبر منه ، غير أن أهل الحديث قد اتفقوا على ذلك ، و اتفقهم على الشيء يكون حجة .“ (تہذیب التہذیب ۶۹۸/۳)

تہذیب التہذیب کا یہ نسخہ مکتبہ قادیسیلا ہور اور ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد میں موجود ہے۔  
تنبیہ: عروہ بن الزبیر المدنی رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں پیدا ہوئے اور ۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ (تقریب التہذیب: ۳۵۶۱)

جبکہ امام ابن شہاب الزہری المدنی ۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۱۸، ۳۵۶)

یعنی عروہ کی وفات کے وقت زہری کی عمر ۴۳ سال تھی۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری بریلوی سے مطالبہ ہے کہ وہ ذخیرۃ حدیث سے امام زہری کی عروہ بن الزبیر سے ایک ثابت شدہ مصرح بالسماع روایت پیش کریں جس پر محدثین یا کسی ایک مستند محدث نے یہ حکم لگایا ہو کہ یہ روایت منقطع ہے۔! (۲۹/اپریل ۲۰۰۷ء)

حافظ زبیر علی زئی

## امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ

امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی ابوبکر الصنعانی رحمہ اللہ ۱۲۶ ہجری زمانہ خیر القرون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن المبارک، عبدالرحمن بن عمرو والاوزاعی، فضیل بن عیاض، مالک بن انس، معمر بن راشد اور جعفر بن سلیمان بہت مشہور ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں احمد بن صالح المصری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، زہیر بن حرب، علی بن المدینی، محمد بن یحییٰ الذہلی اور یحییٰ بن معین جیسے جلیل القدر ائمہ تھے۔

جمہور محدثین نے امام عبدالرزاق کو ثقہ و صدوق اور صحیح الحدیث و حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ آپ کی بیان کردہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن الجارود، صحیح ابن حبان، صحیح ابی عوانہ اور المستدرک للحاکم وغیرہ میں کثرت سے موجود ہیں۔

## امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی ثقاہت

درج ذیل محدثین کرام سے امام عبدالرزاق کی توثیق ثابت ہے:

۱: یحییٰ بن معین (قال): ثقة لا بأس به

(الکامل لابن عدی ۵/۱۹۴۸ و سندہ صحیح، دوسرے نسخہ ۶/۵۳۹) (قال: ثقة/سوالات ابن الجبید: ۳۴۷)

۲: العجلی (قال): ثقة یکنی أبا بکر و کان یتشیع (تاریخ العجلی: ۱۰۰۰)

۳: البخاری = انھوں نے عبدالرزاق سے صحیح بخاری میں سو (۱۰۰) سے زیادہ روایتیں لی ہیں۔  
تنبیہ: امام بخاری نے فرمایا: ”ما حدّث من کتابہ فہو أصح“ انھوں نے جو حدیثیں اپنی کتاب سے بیان کی ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں۔ (التاریخ الکبیر ۶/۱۳۰) یہ کوئی جرح نہیں ہے۔  
امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل الکبیر میں لکھا ہوا ہے کہ (امام بخاری نے فرمایا:)  
”وعبدالرزاق یہم فی بعض ما یحدّث بہ“ اور عبدالرزاق کو بعض حدیثوں میں وہم

ہو جاتا ہے۔ (ج ۱ ص ۵۳۵، ۵۳۶)

یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور محدثین کی توثیق کے بعد، بعض روایتوں میں وہم ثابت ہو جانے سے راوی ضعیف نہیں ہو جاتا بلکہ وہ ثقہ و صدوق ہی رہتا ہے اور صرف وہم ثابت ہو جانے والی روایت کو رد کر دیا جاتا ہے۔

دوم: العلل الکبیر کا بنیادی راوی ابو حامد التاجری ہے (العلل الکبیر ج ۱ ص ۷۵) یہ مجہول الحال ہے۔ العلل الکبیر کے محقق کو بھی اس کے حالات نہیں ملے۔ (دیکھئے مقدمۃ العلل الکبیر ج ۱ ص ۵۸)  
۴: مسلم = امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں امام عبدالرزاق سے بکثرت روایتیں لی ہیں۔  
۵: یعقوب بن شیبہ (قال: ثقة ثبت) (تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۷۱ و سندہ صحیح)

۶: ہشام بن یوسف (قال: کان عبدالرزاق أعلمنا وأحفظنا

(تاریخ دمشق ۳۸/۱۷۱ و سندہ صحیح)

۷: احمد بن حنبل = امام احمد سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عبدالرزاق سے زیادہ بہتر حدیث بیان کرنے والا کوئی دیکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۶ و سندہ صحیح)

امام احمد نے ابن جریج سے روایت میں عبدالرزاق کو سب سے ثبت (ثقة) قرار دیا:

(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۵۹ و سندہ صحیح)

۸: ابو زرعۃ الدمشقی (قال: عبدالرزاق أحد من قد ثبت حدیثہ

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۶ و سندہ صحیح)

۹: ابن حبان = ذکرہ فی الثقات (۴۱۲/۸) وقال: ”وکان ممن جمع وصنف

وحفظ وذاکر وکان ممن یخطئ إذا حدث من حفظہ علی تشیع فیہ۔“

جمہور کی توثیق کے بعد، خطی وغیرہ جرحیں مردود ہو جاتی ہیں، خود حافظ ابن حبان نے اپنی مشہور کتاب التفسیم والانواع (صحیح ابن حبان) میں عبدالرزاق سے بکثرت روایتیں لی



ہیں۔ تشیع کا جواب آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

۱۰: ابن عدی = ابن عدی نے طویل کلام کے آخر میں کہا: ”وَأَمَّا فِي بَابِ الصَّدَقِ فَأَرْجُو أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنْهُ أَحَادِيثُ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ وَمِثَالِ آخِرِينَ مَنَاقِيرَ“ (اکال ۵/۱۹۵۲ دوسرا نسخہ ۶/۵۴۵)

یاد رہے کہ جمہور محدثین کی توثیق کے بعد احادیث فضائل و مثالب کو مناکیر قرار دینا صحیح نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اگر مناکیر کو جرح پر ہی محمول کیا جائے تو ان کا تعلق بعد از اختلاط اور مدلس روایتوں ہی سے ہے۔

۱۱: ابن شاپین = ذکرہ فی کتاب الثقات (۱۰۹۲)

۱۲: ابن خزیمہ = امام ابن خزیمہ نے عبدالرزاق سے اپنی کتاب صحیح ابن خزیمہ میں بہت سی روایتیں لی ہیں۔

۱۳: ابن الجارود = ابن الجارود نے اپنی کتاب الممتنع (صحیح ابن الجارود) میں عبدالرزاق سے روایتیں لی ہیں۔

۱۴: ترمذی = امام ترمذی نے عبدالرزاق سے ایک روایت لے کر فرمایا:

”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ“ (سنن الترمذی: ۳۱)

لہذا وہ امام ترمذی کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے۔

۱۵: دارقطنی = دارقطنی نے عبدالرزاق کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا:

”إِسْنَادٌ صَحِيحٌ“ (سنن دارقطنی ۱/۵۳۱ ح ۱۳۷) دوسری جگہ راویوں (جن میں عبدالرزاق بھی ہیں) کے بارے میں فرمایا: کلہم ثقات (سنن دارقطنی ۱/۳۱۱ ح ۱۱۷)

یعنی وہ دارقطنی کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۱۶: حاکم = حاکم نے اپنی کتاب المستدرک میں عبدالرزاق کی بیان کردہ بہت سی احادیث کو صحیح کہا۔ (مثلاً دیکھئے المستدرک ج ۱ ص ۳۶ ح ۱۰۴)

حاکم نے کہا: عبدالرزاق اہل یمن کے امام ہیں اور جس راوی کی وہ تعدیل کریں، حجت

- ہے۔ (المستدرک ۱۱۶/۱ ج ۳۹۹)
- ۱۷: الضیاء المقدسی = انھوں نے اپنی کتاب المختارۃ میں عبدالرزاق سے بہت سی حدیثیں لی ہیں مثلاً دیکھئے ج ۳ ص ۲۱۸ ح ۱۰۲۱ و ج ۲ ص ۲۹۶ ح ۶۷۷ وغیرہ۔
- ۱۸: ابن عساکر (قال:): أحد الثقات المشهورين. (تاریخ دمشق ۱۱۰/۳۸)
- ۱۹: ذہبی (قال:): الثقة الشيعي (سير اعلام النبلاء ۵۶۴/۹)
- ۲۰: ابن حجر العسقلانی (قال:): ثقة حافظ مصنف شهير، عمي في آخر عمره فتغير و كان يتشيع. (تقريب التهذيب: ۴۰۶۴)
- آخری عمر کے اختلاط اور تشیع کی بحث آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ
- ۲۱: بزار (قال:): وعبدالرزاق عندي ثقة (مسند البزار ۱۰۴/۷۷۷ ج ۳۸۴)
- ۲۲: ابن الجوزی (قال:): ثقة (التحقيق في احاديث الخلاف ج ۲ ص ۲۲۹ ح ۱۰۴۹)
- ۲۳: ابن الملقن (قال:): وعبدالرزاق ثقة حجة. (الدر المنير ۶۶۵/۹)
- معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ امام بیہقی کا کلام ہے جسے ابن الملقن نے الخلافات سے نقل کیا ہے اور کوئی تردید نہیں کی۔
- ۲۴: البيهقي (قال:): وعبدالرزاق ثقة حجة. (مختصر الخلافات للبيهقي ۳۳۵/۴)
- ۲۵: ابن حزم = ابن حزم نے عبدالرزاق وغیرہ کے بارے میں کہا: ورواته كلهم ثقات مشاهير. (المحلى ۳۶۷/۷ مسأله: ۹۷۵)
- ۲۶: ابوعوانہ الاسفرائینی = ابوعوانہ نے اپنی کتاب المستخرج علی صحیح مسلم (مسند ابی عوانہ/صحیح ابی عوانہ) میں عبدالرزاق سے بہت سی روایتیں لی ہیں۔
- ۲۷: ابونعیم الاصبہانی = ابونعیم نے المستخرج علی صحیح مسلم میں عبدالرزاق سے بہت سی روایتیں لی ہیں۔
- ۲۸: احمد بن ابی بکر البوصری (قال:): ثقة (زوائد سنن ابن ماجہ: ۱۲۵۳)
- ۲۹: ابوزرعة الرازی (قال:): وحسن الحديث (كتاب الضعفاء لابن زرعہ الرازی ص ۴۵۰)

عبدالرزاق پر امام ابو زرعم کی جرح، عبدالرزاق کی حالتِ اختلاط (کے دور) پر محمول ہے۔  
۳۰: بغوی = میحی السنۃ حسین بن مسعود البغوی نے عبدالرزاق کی بیان کردہ حدیث کو  
”ہذا حدیث صحیح“ کہا۔ (شرح السنۃ ۸۱/۱ ج ۴)

### امام عبدالرزاق پر جرح

ان مؤلفین کے مقابلے میں عبدالرزاق پر درج ذیل جرح ملتی ہے:

① اختلاط ② تدلیس ③ تشیع ④ روایت پر جرح

① اختلاط: اختلاط کا الزام ثابت ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ہم عبدالرزاق  
کے پاس دوسو (ہجری) سے پہلے گئے تھے اور ان کی نظر صحیح تھی، جس نے اُن کے نابینا ہونے  
کے بعد سنا تو اس کا سماع ضعیف ہے۔ (تاریخ ابی زرعمہ الدمشقی: ۱۱۶۰، وسندہ صحیح)

امام نسائی نے کہا: ”فیہ نظر لمن کتب عنہ بآخر“

جس نے اُن سے آخری دور میں لکھا ہے اُس میں نظر ہے۔ (کتاب الضعفاء: ۹۷۳)  
اختلاط کے بارے میں یہ اصول ہے کہ جس ثقہ و صدوق راوی کی روایتیں اختلاط سے پہلے  
کی ہوں تو وہ صحیح ہوتی ہیں۔ درج ذیل راویوں نے عبدالرزاق کے اختلاط سے پہلے سنا ہے:  
احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین اور وکیع بن الجراح وغیرہم۔  
(الکواکب النیرات ص ۲۷۶) اسی طرح اسحاق بن منصور، محمود بن غیلان، اسحاق بن ابراہیم  
السعدی، عبداللہ بن محمد المسندی، محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی، یحییٰ بن جعفر الیکندی، یحییٰ  
بن موسیٰ الخثعمی، احمد بن یوسف السلمی، حجاج بن یوسف الشاعر، الحسن بن علی الخلال، سلمہ بن  
شبيب، عبدالرحمن بن بشر بن الحکم، عبد بن حمید، عمرو بن محمد الناقد، محمد بن رافع اور محمد بن  
مہران الحمال (وغیرہم) کا عبدالرزاق سے سماع اختلاط سے پہلے ہے لہذا عبدالرزاق کی  
مطلق روایات پر اختلاط کی جرح کوئی جرح ہی نہیں ہے۔ والحمد للہ

② تدلیس: تدلیس کا الزام ثابت ہے۔

(دیکھئے الضعفاء الکبیر للعقلمی ۱۱۰/۳، ۱۱۱، وسندہ صحیح، الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص ۴۵)

تدلیس کے بارے میں اصول یہ ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کی عن والی روایت (معتبر متابعت یا معتبر شاہد کے بغیر) ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے کتب اصول حدیث اور ماہنامہ الحديث حضرو: ۳۳ ص ۵۴، ۵۵ لہذا ثقہ راوی کی مصرح بالسماع روایت پر تدلیس کی جرح کوئی جرح ہی نہیں ہے۔

③ تشیع: تشیع کے سلسلے میں عرض ہے کہ عبدالرزاق کا اثنا عشری جعفری شیعہ یا رافضی ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ ان کا تشیع بعض اہل سنت کا تشیع ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے اور تمام صحابہ سے محبت کرتے تھے۔ اہل سنت کے امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا عبدالرزاق تشیع میں افراط کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اس سلسلے میں اُن (عبدالرزاق) سے کوئی بات نہیں سنی ہے۔ الخ (الضعفاء للعقيلي ۱۱۰/۳، وسندہ صحیح) عبدالرزاق بن ہمام فرماتے ہیں: میں شیخین (سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی فضیلت کا قائل ہوں کیونکہ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔ الخ

(اکمال لابن عدى ۱۹۴۹/۵، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۶/۵۴۰)

امام عبدالرزاق نے فرمایا: ”والله ما انشرح صدري قط أن أفضل علياً علي أبي بكر وعمر، رحم الله أبا بكر ورحم الله عمر، ورحم الله عثمان ورحم الله علياً ومن لم يحبهم فما هو بمؤمن فإن أوثق عملي حبي إياهم رضوان الله عليهم ورحمته أجمعين“

اللہ کی قسم! میرے دل میں کبھی علی کو ابوبکر اور عمر پر فضیلت دینے پر اطمینان نہیں ہوا، اللہ ابوبکر پر رحم کرے، اللہ عمر پر رحم کرے، اللہ عثمان پر رحم کرے، اللہ علی پر رحم کرے اور جو ان سب سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے۔ میرا سب سے مضبوط عمل یہ ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، اللہ ان سے راضی ہو اور ان سب پر اللہ کی رحمت ہو۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۳۰/۳۸، وسندہ صحیح، کتاب العلل و معرفة الرجال لعبد اللہ بن احمد بن حنبل ۲۵۶/۱ ح ۱۲۶۵، وسندہ صحیح)

اس سنہری قول سے معلوم ہوا کہ امام عبدالرزاق شیعہ نہیں تھے بلکہ انھوں نے تشیع یسیر سے بھی رجوع کر لیا تھا کیونکہ اس قول میں وہ چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب اور ان سے محبت کے قائل ہیں۔ جو شخص اس سنہری قول کے باوجود عبدالرزاق کو شیعہ شیعہ کہنے کی رٹ لگاتا ہے اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال سے کرانا چاہئے۔

تنبیہ (۱): تشیع یسیر سے بھی عبدالرزاق کا رجوع ثابت ہے۔ ابو مسلم البغدادی الحافظ (ابراہیم بن عبداللہ الحنفی البصری) نے امام احمد سے نقل کیا کہ عبدالرزاق نے تشیع سے رجوع کر لیا تھا۔ دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۸/۲۹۷ سندہ حسن)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی اور فرمایا:

”وہ نأخذ“ اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۴۹ ح ۵۵۳۴ دوسرا نسخہ: ۵۵۵۱) انھوں نے ایک حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور کہا: ”وہ نأخذ“ اور ہم اسی کو لیتے ہیں یعنی اسی کے قائل ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۲۴۹ ح ۶۳۹۳ [۶۳۲۰])

سیدنا معاویہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنے والا شیعہ (!) ساری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا، چاہے چراغ کے بدلے آفتاب کے ذریعے سے ہی تلاش کیا جائے۔ تنبیہ (۲): جن روایات میں عبدالرزاق کا شدید تشیع مروی ہے ان میں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہے مثلاً ایک روایت میں آیا ہے کہ عبدالرزاق سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد للخطیب (۱۴/۲۲۷ ت ۸۸۷ و تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۹)

اس کا راوی ابوالفرج محمد بن جعفر صاحب المصلى ضعیف ہے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد ۲/۱۵۵، ۱۵۶) اور ابوزکریا غلام احمد بن ابی خنیہ مجہول الحال ہے۔

ایک روایت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ”انظروا إلى الأئمة“ آیا ہے۔ (الضعفاء للعقيلي ۱۱۰/۳) اس میں علی بن عبداللہ بن المبارک الصنعانی نامعلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حکایت

کی سند میں ارسال یعنی انقطاع ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (۶۱۱/۲) اور منقطع روایت مردود ہوتی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ عبدالرزاق نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ہماری مجلس کو ابوسفیان کے بیٹے کے ذکر سے خراب نہ کرو۔ (الضعفاء للعقيلي ۱۰۹/۳)  
اس کی سند میں احمد بن زکیر الحضرمی اور محمد بن اسحاق بن یزید البصری دونوں نامعلوم ہیں۔  
ایک روایت میں آیا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ نے عبدالرزاق کو ﴿الذین ضل سعيهم فی الحیاة الدنیا﴾ میں سے قرار دیا۔ (الضعفاء للعقيلي ۱۰۹/۳)  
اس میں احمد بن محمد الہروی نامعلوم ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سب روایات مردود اور بشرط صحت منسوخ ہیں۔  
④ روایت پر جرح: روایت پر جرح دو طرح سے ہے:  
اول: ابو حاتم الرازی نے عبدالرزاق اور معمر دونوں کو کثیر الخطاء کہا۔

(علل الحدیث ۱۴۲/۲ ح ۱۹۳۱)

یہ جرح جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ابو حاتم نے کہا: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ (الجرح والتعديل ۳۹/۶) اس جرح کا سقوط مخالفت جمہور سے ظاہر ہے۔  
دوم: ایک روایت میں آیا ہے کہ عباس بن عبد العظیم نے عبدالرزاق کو کذاب کہا۔

(الضعفاء للعقيلي ۱۰۹/۳، الکامل لابن عدي ۱۹۴۸/۵ [۵۳۸/۶])

اس روایت کا راوی محمد بن احمد بن حماد الدولابی بذاتہ خود ضعیف ہے۔

(دیکھئے میزان الاعتدال ۴۵۹/۳) لہذا یہ روایت مردود ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ زید بن المبارک نے کہا: ”عبدالرزاق کذاب یسرق“

(تاریخ دمشق ۱۳۰/۳۸)

اس روایت میں ابن عساکر کا استاد ابو عبد اللہ اللیثی (الحسین بن محمد بن خسرو) ضعیف اور معترلی تھا۔ (دیکھئے لسان المیزان ۳۱۲/۲، دوسرے نسخہ ۵۷۷/۲، ۵۷۸) لہذا یہ روایت مردود ہے۔

۱: اس روایت میں (بشرط صحت) عبدالرزاق سے مراد عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی نہیں

بلکہ کوئی دوسرا عبدالرزاق ہے مثلاً عبدالرزاق بن عمر الثقفی الدمشقی وغیرہ۔  
۲: یہ (غیر ثابت) جرح امام ابن معین اور امام احمد وغیرہما کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔  
خلاصۃ التحقیق: امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی البیہقی رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک  
ثقفہ و صدوق یعنی صحیح الحدیث و حسن الحدیث راوی ہیں بشرطیکہ وہ سماع کی تصریح کریں اور  
روایت اختلاط سے پہلے کی ہو۔

### امام عبدالرزاق پر بے جا اعتراضات اور ان کا جواب

آخر میں امام عبدالرزاق پر حبیب الرحمن کاندہلوی تقلیدی کی جرح اور اس کا رد پیش خدمت  
ہے جسے جاوید احمد غامدی نے ”اشراق“ (مارچ ۲۰۰۷ء) میں نقطہ نظر کے باب میں اس  
اعلان کے ساتھ شائع کیا ہے کہ ”اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق  
ہونا ضروری نہیں ہے۔“!

کاندہلوی تقلیدی صاحب لکھتے ہیں: ”اس کے علاوہ خود عبدالرزاق کی ذات مشکوک ہے۔<sup>(۱)</sup>  
محدثین کا بیش تر طبقہ انھیں رافضی قرار دیتا ہے۔<sup>(۲)</sup> بلکہ بعض تو انھیں کذاب بھی کہتے ہیں۔<sup>(۳)</sup> اور جو لوگ  
ان کی روایات قبول کرتے ہیں، وہ بھی چند شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں:<sup>(۴)</sup>

۱: چونکہ یہ شیعہ ہیں، لہذا فضائل و مناقب اور صحابہ کی مذمت میں جو روایات ہیں، وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔<sup>(۵)</sup>  
۲: ۲۱۰ھ میں ان کا دماغ جواب دے گیا تھا اور جو شخص بھی چاہتا، وہ ان سے حدیث کے نام سے جو چاہتا  
کہلو الیتا۔ لہذا ۲۱۰ھ کے بعد سے ان کی تمام روایات ناقابل قبول ہیں۔<sup>(۶)</sup>  
۳: ان سے ان کا بھانجا جو روایات نقل کرتا ہے، وہ سب منکر ہوتی ہیں۔<sup>(۷)</sup>

۴: یہ معمر سے روایات غلط بیان کرنے میں مشہور ہے، اور اس کی عام روایات معمر سے ہوتی ہیں۔<sup>(۸)</sup>  
۵: ان عیوب سے پاک ہونے کے بعد اس روایت کے راوی تمام ثقہ ہوں اور سند متصل ہو تو پھر وہ  
روایت قابل قبول ہوگی، ورنہ نہیں۔ یہ تمام شرائط ان حضرات کے نزدیک ہیں جو اس کی روایت قبول  
کرتے ہیں ورنہ محدثین کا ایک گروہ اس کے رافضی ہونے کے باعث اس کی روایت ہی قبول کرنے کے  
لیے تیار نہیں۔<sup>(۹)</sup> بلکہ زید بن المبارک تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ واقدی سے زیادہ جھوٹا ہے۔<sup>(۱۰)</sup>



تفصیل کے لئے کتب رجال ملاحظہ کیجئے۔“ (۱۱)

(ماہنامہ اشراق لاہور جلد ۱۹ شماره: ۳ ص ۲۸، مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت از کاندہلوی ج ۱ ص ۶۹)

الجواب: اس عبارت پر ہمارے لگائے ہوئے نمبروں کے تحت جواب درج ذیل ہے:

(۱) ہمارے اس مضمون میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک عبدالرزاق بن ہمام ثقہ و صدوق ہیں اور ان پر تدلیس و اختلاط کے علاوہ جرح مردود ہے لہذا عبدالرزاق کی ذات مشکوک نہیں بلکہ حبیب الرحمن کاندہلوی صدیقی تقلیدی بذات خود مشکوک ہیں مثلاً: فاتحہ خلف الامام کے خلاف کتاب میں کاندہلوی صاحب لکھتے ہیں:

”۱۲۔ امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔  
من ادرك الركوع مع الامام فقد ادرك الركعة جس نے امام کے ساتھ رکوع پایا  
اس نے رکعت پالی۔ (سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۹۰)“ (فاتحہ خلف الامام ص ۱۱۰، ۱۱)

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب، ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نہ تو امام بیہقی کی السنن الکبریٰ کے محمولہ صفحے یا کسی دوسرے صفحے پر موجود ہے اور نہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں یہ روایت موجود ہے لہذا کاندہلوی صاحب نے اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو ہریرہؓ اور امام بیہقیؒ پر جھوٹ بولا ہے۔

مثال دوم: حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں امام محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے محمد بن اسحاق بن یسار کے بارے میں کہا:

”رُمي بالقدر و كان أبعَدَ الناس منه“ (ج ۳ ص ۶۹)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے کاندہلوی صاحب لکھتے ہیں: ”محمد بن عبد اللہ بن نمیر کا بیان ہے اس پر قدری ہونے کا الزام ہے۔ اسی لئے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے“ (مذہبی داستانیں حصہ اول ص ۹۳)  
یہ ترجمہ غلط ہے اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور وہ اس (الزام) سے لوگوں میں سب سے زیادہ دور تھے، محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا: اگر وہ مشہور لوگوں سے روایت کریں جن سے انھوں نے سنا ہے تو حسن الحدیث

صدوق ہیں۔ الخ (اکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۲۰ و تاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۲۲۷ و سندہ صحیح)  
رہا مجہولین سے احادیثِ باطلہ بیان کرنا تو ان میں جرح مجہولین پر ہے۔ دیکھئے عیون الاثر  
لابن سید الناس (ج ۱ ص ۱۴)

معلوم ہوا کہ درج بالا عبارت میں کاندہلوی نے امام ابن نمیر پر جھوٹ بولا ہے اور عربیت میں  
اپنی جہالت کا ثبوت بھی پیش کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کاندہلوی صاحب کی اپنی ذات مشکوک  
ہے اور پُرانے ضعیف و متروک راویوں کی طرح وہ بذات خود ضعیف و متروک شخصیت ہیں۔  
(۲) ہمارے علم کے مطابق کسی ایک محدث نے بھی عبدالرزاق کو رافضی نہیں کہا، رہا مسئلہ  
معمولی تشیع کا تو یہ موثق عند المجہور راوی کے بارے میں چنداں مضرت نہیں ہے۔ خود کاندہلوی  
صاحب لکھتے ہیں: ”گو شیعہ ہونا بے اعتباری کی دلیل نہیں“ (مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۲۶۳)  
دوسرے یہ کہ تشیع سے عبدالرزاق کا رجوع بھی ثابت ہے جیسا کہ اسی مضمون میں باحوالہ گزر چکا ہے۔  
(۳) عبدالرزاق پر کذاب والی جرح کسی محدث سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی  
ہو جائے تو امام احمد، امام ابن معین اور امام بخاری وغیرہم کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔  
(۴) یہ شرائط کاندہلوی صاحب کی خود ساختہ ہیں۔

(۵) جو راوی ثقہ و صدوق ہو تو اس پر شیعہ وغیرہ کی جرح کر کے اس کی روایات کو ناقابل قبول  
سمجھنا غلط ہے۔ شیخ عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ سچا راوی  
جس پر بدعتی ہونے کا الزام ہے، کی روایت قابل قبول ہوتی ہے، چاہے وہ اس کی بدعت کی  
تقویت میں ہو یا نہ ہو بشرطیکہ بدعت مکفرہ نہ ہو۔

دیکھئے التتکیل بمافی تانیب الکوشی من الاباطیل (ج ۱ ص ۴۲ تا ۵۲)

دیوبندی حلقے کے مشہور مصنف سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

”اور اصول حدیث کے رُو سے ثقہ راوی کا خارجی یا جہمی معتزلی یا مرجی وغیرہ ہونا اس کی

ثقاہت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا“ (احسن الکلام طبع دوم ج ۱ ص ۳۰)

(۶) یہ مسلم ہے کہ اختلاط سے پہلے عبدالرزاق کی ساری (صحیح) روایات صحیح ہیں جیسا کہ

اس مضمون میں اختلاط کی بحث کے تحت گزر چکا ہے، رہی اختلاط کے بعد والی روایتیں تو وہ بے شک ناقابل قبول ہیں۔

(۷) عبدالرزاق کا بھانجا احمد بن داؤد مشہور کذاب تھا لہذا اس کا عبدالرزاق سے منکر روایتیں بیان کرنا خود اس کی اپنی وجہ سے تھا، عبدالرزاق کی وجہ سے نہیں تھا لہذا اس جرح سے عبدالرزاق بری ہیں۔

(۸) بعض محدثین نے عبدالرزاق کی معمر سے روایتوں پر جرح کی ہے مثلاً دارقطنی نے فرمایا: ”ثقة يخطئ على معمر في أحاديث لم تكن في الكتاب“

(سوالات ابن کثیر: ۲۰ ص ۳۵)

ان بعض کے مقابلے میں جمہور محدثین نے عبدالرزاق کو معمر سے روایت میں قوی اور صحیح الحدیث قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جب معمر کے شاگردوں میں معمر کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہو تو عبدالرزاق کی حدیث (ہی راجح) حدیث ہوگی۔

(الثقات لابن شاہین: ۱۰۹۲ و سند صحیح)

ابن معین نے کہا کہ معمر کی حدیث میں عبدالرزاق ہشام بن یوسف سے زیادہ ثقہ تھے۔

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۵۳۸)

بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبدالرزاق کی معمر سے روایات بکثرت لکھی ہیں اور دوسرے محدثین مثلاً ترمذی وغیرہ نے عبدالرزاق کی معمر سے روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۹) رافضیت کا الزام ثابت نہیں ہے۔

(۱۰) زید بن المبارک کی طرف منسوب یہ قول ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو جائے تو جمہور محدثین کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

(۱۱) ہم نے بحمد اللہ کتب رجال کا ملاحظہ کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام عبدالرزاق جمہور محدثین کرام و کبار علمائے اہل سنت کے نزدیک ثقہ و صدوق اور صحیح الحدیث و حسن الحدیث ہیں۔ آپ ۲۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ (۱۰/ مارچ ۲۰۰۷ء)

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

## اہل حدیث اور غیر مقلد میں توافقی نہیں

”اس وقت عموماً مخالف حلقوں میں اہل حدیث اور غیر مقلد دو ہم معنی لفظ سمجھے جاتے ہیں اور اہل حدیث حضرات بھی اسے گوارا کرتے ہیں لیکن واقعاً یہ درست نہیں۔ اعتقادی بدعات کے دور میں ایسے لوگ ملتے ہیں کہ وہ حنفی بھی ہیں معتزلی بھی، شافعی، مالکی حتیٰ کہ حنابلہ بھی کلام اور فلسفہ سے متاثر ہونے کے باوجود فروع میں اپنے ائمہ سے وابستہ رہے۔ اشعریت، ماتریدیت کا بھی ان فروعی مسائل سے بنیادی فرق تھا۔ لیکن اس وقت بھی اہل حدیث مروج تقلید سے انحراف کے باوجود کلام کی جدید رایوں سے چنداں متاثر نہیں ہوئے بلکہ یہ لوگ ان جدید اعتقادات اور نئی نئی ایجادی تعبیرات سے برسرِ پیکار رہے۔ عقائد اور فروع میں ان کی راہ قدیم اور جدید تشریحات اور تصریحات سے مختلف رہی۔ وہ مثبت طور پر اصول اور فرع میں ائمہ سلف کی روش، ان کے ارشادات اور ان کی تصریحات کے پابند رہے اور منہی طور پر وہ کسی خاص فرد، امام یا مجتہد اس کی آراء کی جامد اور کلی پابندی نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے ہر غیر مقلد کو اہل حدیث نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ ہر اہل حدیث کے لئے ضروری ہے کہ جمود اور تقلید سے الگ رہے۔

ہمارے قریبی دور کے کچھ ایسے افراد اور طبقات ہیں جنکو ترکِ تقلید کے باوجود اہل حدیث نہیں کہا جاسکتا بلکہ اہل حدیث نے ان کے خلاف تنقید میں قیادت فرمائی اس لئے کہ ان کا تعلق ائمہ سلف سے قائم نہ رہ سکا اور فہم میں خیر القرون کے طریقہ کو ضروری نہیں سمجھتے تھے بلکہ اپنی آراء کو بعض دفعہ ترجیح دیتے تھے۔“

[تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی ص ۱۸۷]

ابن بشیر الحسینی

## رات کے احکام

انتہائی اختصار کے ساتھ رات کے احکام پیش خدمت ہیں:

(۱) رات میں ہونے والے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

۱۔ قرآن حکیم رات کو نازل ہوا۔ (الدخان: ۳، القدر: ۱)

۲۔ معراج رات کو کروائی گئی۔ (الاسراء: ۱)

۳۔ رات کے آخری تہائی حصے میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری: ۷۴۹۴، صحیح مسلم: ۷۵۸)

(۲) رات کیا ہے؟

رات اللہ کی ایک نشانی ہے۔ (الاسراء: ۱۲)

رات کو اللہ نے سکون کا ذریعہ بنایا۔ (الانعام: ۹۶، النمل: ۸۶)

رات کو اللہ نے پردہ بنایا۔ (الفرقان: ۴۷)

اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ رات کو لائے ہی نہ ہمیشہ دن ہی رکھے اور اس پر بھی قادر

ہے کہ وہ دن کو لائے ہی نہ ہمیشہ رات کو ہی برقرار رکھے۔ (دیکھئے القصص: ۷۱، ۷۲)

اللہ کی خاص رحمت ہے جس نے دن اور رات (دونوں) کو بنایا۔ (دیکھئے القصص: ۷۳)

(۳) رات اور طہارت

اس میں درج ذیل بحثیں ہیں:

۱۔ رات کو سوتے وقت با وضو ہو کر سونا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان رات کو

ذکر واذکار اور وضو کر کے سوتا ہے تو وہ رات کو بیدار ہونے پر دنیا و آخرت کی جو بھلائی اللہ

تعالیٰ سے مانگتا ہے وہ بھلائی اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔“ (سنن ابی داود: ۵۰۴۲ و سندہ صحیح)

نیز دیکھئے صحیح بخاری (۶۳۱۱) صحیح مسلم (۲۷۱۰)

۲۔ سوکراٹھتے وقت ہاتھوں اور چہرے کو دھونا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَىٰ حَاجَتَهُ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ“

رسول اللہ ﷺ رات کو (نیند سے) بیدار ہوئے، آپ (ﷺ) نے قضائے حاجت کی پھر

چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر آپ (ﷺ) سو گئے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۴)

۳۔ جنبی آدمی سونے سے پہلے شرم گاہ کو دھوئے اور وضو کرے پھر سو جائے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں جب سونا

چاہتے تو آپ (ﷺ) اپنی شرم گاہ کو دھوتے اور نماز جیسا وضو کرتے۔ (صحیح بخاری: ۲۸۸)

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جنابت کی حالت میں سونے سے پہلے وضو کرنے

اور اپنی شرم گاہ کو دھونے کا حکم دیا تھا۔ (صحیح البخاری: ۲۹۰، صحیح مسلم: ۳۰۶، ترقیم دارالسلام: ۷۰۴)

۴۔ جنبی آدمی کا سونے سے پہلے کبھی کبھار نہانا بھی مسنون ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بعض اوقات غسل کر کے سوتے اور بعض دفعہ

حالت جنابت میں (ہی) وضو کر کے سو جاتے۔ (صحیح مسلم: ۳۰۷)

۵۔ رات کو نیند سے اٹھ کر مسواک کرنا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو

مسواک کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۲۴۵)

۶۔ جنبی آدمی کا کبھی کبھار تیمم کر کے سونا بھی صحیح ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ

کرتے تو وضو کرتے اور کبھی تیمم کرتے۔

(نبہتی ۲۰۰۱ء سند حسن وحسنہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۳۹۴/۱ تحت ج ۲۹۰)

اس مرفوع حدیث کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ بھی ہے۔

دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۶۱/۱ ج ۶۷۷ سند صحیح)

#### ۴) رات اور اذان

رات سورج غروب ہونے سے شروع ہو جاتی ہے اور فجر کے طلوع سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس دوران میں درج ذیل اذانیں دی جاتی ہیں:

##### ۱۔ مغرب کی اذان

سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۱، صحیح مسلم: ۶۳۶)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھتے تو ہم میں سے ہر ایک نماز پڑھ کر واپس آ جاتا تو وہ تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔ (صحیح البخاری: ۵۵۹)

بعض لوگ یہ اذان کہنے میں تاخیر کرتے ہیں جو سنت کے سراسر خلاف ہے حالانکہ مغرب کی اذان سورج غروب ہوتے ہی کہہ دینی چاہئے۔

##### ۲۔ عشاء کی اذان

عشاء کی نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد کچھ وقت کے لئے آسمان پر باقی رہتی ہے۔

نماز عشاء کا اول وقت وہ ہے جب شفق غائب ہو جائے۔ (صحیح مسلم: ۶۱۳)

نماز عشاء کا آخری وقت آدھی رات تک ہے۔ (صحیح البخاری: ۵۷۲، صحیح مسلم: ۶۱۴)

یا ایک تہائی رات تک عشاء کا وقت ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۱۳)

معلوم ہوا کہ جب شفق غروب ہو تو اسی وقت عشاء کی اذان کہہ دینی چاہئے تاہم تاخیر بھی جائز ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔



### ۳۔ سحری کی اذان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( إِنْ بَلََا لَا يُؤْذِنُ بَلِيلُ فَكَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤْذِنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ )) بے شک بلال (رضی اللہ عنہ) رات کو اذان کہتے ہیں لہذا تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) اذان دیں۔ (صحیح البخاری: ۶۲۳)  
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ روایت ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح البخاری: ۶۱۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۴)  
اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے وہ اتنی دیر تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک انھیں کہانہ جاتا کہ تم نے صبح کر دی۔

### ۵) رات اور نماز

رات میں دو طرح کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں:

۱: فرض

۲: نوافل

① فرضی نمازیں: یہ دو ہیں: نماز مغرب اور نماز عشاء

۱: نماز مغرب

اس میں تین رکعات فرض ہیں۔ (مسند احمد ۲/۲۷۶ ج ۲، ۲۷۹ ج ۲، ۲۸۱ ج ۲، ۲۸۲ ج ۲، ۲۸۳ ج ۲، ۲۸۴ ج ۲، ۲۸۵ ج ۲، ۲۸۶ ج ۲، ۲۸۷ ج ۲، ۲۸۸ ج ۲، ۲۸۹ ج ۲، ۲۹۰ ج ۲، ۲۹۱ ج ۲، ۲۹۲ ج ۲، ۲۹۳ ج ۲، ۲۹۴ ج ۲، ۲۹۵ ج ۲، ۲۹۶ ج ۲، ۲۹۷ ج ۲، ۲۹۸ ج ۲، ۲۹۹ ج ۲، ۳۰۰ ج ۲، ۳۰۱ ج ۲، ۳۰۲ ج ۲، ۳۰۳ ج ۲، ۳۰۴ ج ۲، ۳۰۵ ج ۲، ۳۰۶ ج ۲، ۳۰۷ ج ۲، ۳۰۸ ج ۲، ۳۰۹ ج ۲، ۳۱۰ ج ۲، ۳۱۱ ج ۲، ۳۱۲ ج ۲، ۳۱۳ ج ۲، ۳۱۴ ج ۲، ۳۱۵ ج ۲، ۳۱۶ ج ۲، ۳۱۷ ج ۲، ۳۱۸ ج ۲، ۳۱۹ ج ۲، ۳۲۰ ج ۲، ۳۲۱ ج ۲، ۳۲۲ ج ۲، ۳۲۳ ج ۲، ۳۲۴ ج ۲، ۳۲۵ ج ۲، ۳۲۶ ج ۲، ۳۲۷ ج ۲، ۳۲۸ ج ۲، ۳۲۹ ج ۲، ۳۳۰ ج ۲، ۳۳۱ ج ۲، ۳۳۲ ج ۲، ۳۳۳ ج ۲، ۳۳۴ ج ۲، ۳۳۵ ج ۲، ۳۳۶ ج ۲، ۳۳۷ ج ۲، ۳۳۸ ج ۲، ۳۳۹ ج ۲، ۳۴۰ ج ۲، ۳۴۱ ج ۲، ۳۴۲ ج ۲، ۳۴۳ ج ۲، ۳۴۴ ج ۲، ۳۴۵ ج ۲، ۳۴۶ ج ۲، ۳۴۷ ج ۲، ۳۴۸ ج ۲، ۳۴۹ ج ۲، ۳۵۰ ج ۲، ۳۵۱ ج ۲، ۳۵۲ ج ۲، ۳۵۳ ج ۲، ۳۵۴ ج ۲، ۳۵۵ ج ۲، ۳۵۶ ج ۲، ۳۵۷ ج ۲، ۳۵۸ ج ۲، ۳۵۹ ج ۲، ۳۶۰ ج ۲، ۳۶۱ ج ۲، ۳۶۲ ج ۲، ۳۶۳ ج ۲، ۳۶۴ ج ۲، ۳۶۵ ج ۲، ۳۶۶ ج ۲، ۳۶۷ ج ۲، ۳۶۸ ج ۲، ۳۶۹ ج ۲، ۳۷۰ ج ۲، ۳۷۱ ج ۲، ۳۷۲ ج ۲، ۳۷۳ ج ۲، ۳۷۴ ج ۲، ۳۷۵ ج ۲، ۳۷۶ ج ۲، ۳۷۷ ج ۲، ۳۷۸ ج ۲، ۳۷۹ ج ۲، ۳۸۰ ج ۲، ۳۸۱ ج ۲، ۳۸۲ ج ۲، ۳۸۳ ج ۲، ۳۸۴ ج ۲، ۳۸۵ ج ۲، ۳۸۶ ج ۲، ۳۸۷ ج ۲، ۳۸۸ ج ۲، ۳۸۹ ج ۲، ۳۹۰ ج ۲، ۳۹۱ ج ۲، ۳۹۲ ج ۲، ۳۹۳ ج ۲، ۳۹۴ ج ۲، ۳۹۵ ج ۲، ۳۹۶ ج ۲، ۳۹۷ ج ۲، ۳۹۸ ج ۲، ۳۹۹ ج ۲، ۴۰۰ ج ۲، ۴۰۱ ج ۲، ۴۰۲ ج ۲، ۴۰۳ ج ۲، ۴۰۴ ج ۲، ۴۰۵ ج ۲، ۴۰۶ ج ۲، ۴۰۷ ج ۲، ۴۰۸ ج ۲، ۴۰۹ ج ۲، ۴۱۰ ج ۲، ۴۱۱ ج ۲، ۴۱۲ ج ۲، ۴۱۳ ج ۲، ۴۱۴ ج ۲، ۴۱۵ ج ۲، ۴۱۶ ج ۲، ۴۱۷ ج ۲، ۴۱۸ ج ۲، ۴۱۹ ج ۲، ۴۲۰ ج ۲، ۴۲۱ ج ۲، ۴۲۲ ج ۲، ۴۲۳ ج ۲، ۴۲۴ ج ۲، ۴۲۵ ج ۲، ۴۲۶ ج ۲، ۴۲۷ ج ۲، ۴۲۸ ج ۲، ۴۲۹ ج ۲، ۴۳۰ ج ۲، ۴۳۱ ج ۲، ۴۳۲ ج ۲، ۴۳۳ ج ۲، ۴۳۴ ج ۲، ۴۳۵ ج ۲، ۴۳۶ ج ۲، ۴۳۷ ج ۲، ۴۳۸ ج ۲، ۴۳۹ ج ۲، ۴۴۰ ج ۲، ۴۴۱ ج ۲، ۴۴۲ ج ۲، ۴۴۳ ج ۲، ۴۴۴ ج ۲، ۴۴۵ ج ۲، ۴۴۶ ج ۲، ۴۴۷ ج ۲، ۴۴۸ ج ۲، ۴۴۹ ج ۲، ۴۵۰ ج ۲، ۴۵۱ ج ۲، ۴۵۲ ج ۲، ۴۵۳ ج ۲، ۴۵۴ ج ۲، ۴۵۵ ج ۲، ۴۵۶ ج ۲، ۴۵۷ ج ۲، ۴۵۸ ج ۲، ۴۵۹ ج ۲، ۴۶۰ ج ۲، ۴۶۱ ج ۲، ۴۶۲ ج ۲، ۴۶۳ ج ۲، ۴۶۴ ج ۲، ۴۶۵ ج ۲، ۴۶۶ ج ۲، ۴۶۷ ج ۲، ۴۶۸ ج ۲، ۴۶۹ ج ۲، ۴۷۰ ج ۲، ۴۷۱ ج ۲، ۴۷۲ ج ۲، ۴۷۳ ج ۲، ۴۷۴ ج ۲، ۴۷۵ ج ۲، ۴۷۶ ج ۲، ۴۷۷ ج ۲، ۴۷۸ ج ۲، ۴۷۹ ج ۲، ۴۸۰ ج ۲، ۴۸۱ ج ۲، ۴۸۲ ج ۲، ۴۸۳ ج ۲، ۴۸۴ ج ۲، ۴۸۵ ج ۲، ۴۸۶ ج ۲، ۴۸۷ ج ۲، ۴۸۸ ج ۲، ۴۸۹ ج ۲، ۴۹۰ ج ۲، ۴۹۱ ج ۲، ۴۹۲ ج ۲، ۴۹۳ ج ۲، ۴۹۴ ج ۲، ۴۹۵ ج ۲، ۴۹۶ ج ۲، ۴۹۷ ج ۲، ۴۹۸ ج ۲، ۴۹۹ ج ۲، ۵۰۰ ج ۲، ۵۰۱ ج ۲، ۵۰۲ ج ۲، ۵۰۳ ج ۲، ۵۰۴ ج ۲، ۵۰۵ ج ۲، ۵۰۶ ج ۲، ۵۰۷ ج ۲، ۵۰۸ ج ۲، ۵۰۹ ج ۲، ۵۱۰ ج ۲، ۵۱۱ ج ۲، ۵۱۲ ج ۲، ۵۱۳ ج ۲، ۵۱۴ ج ۲، ۵۱۵ ج ۲، ۵۱۶ ج ۲، ۵۱۷ ج ۲، ۵۱۸ ج ۲، ۵۱۹ ج ۲، ۵۲۰ ج ۲، ۵۲۱ ج ۲، ۵۲۲ ج ۲، ۵۲۳ ج ۲، ۵۲۴ ج ۲، ۵۲۵ ج ۲، ۵۲۶ ج ۲، ۵۲۷ ج ۲، ۵۲۸ ج ۲، ۵۲۹ ج ۲، ۵۳۰ ج ۲، ۵۳۱ ج ۲، ۵۳۲ ج ۲، ۵۳۳ ج ۲، ۵۳۴ ج ۲، ۵۳۵ ج ۲، ۵۳۶ ج ۲، ۵۳۷ ج ۲، ۵۳۸ ج ۲، ۵۳۹ ج ۲، ۵۴۰ ج ۲، ۵۴۱ ج ۲، ۵۴۲ ج ۲، ۵۴۳ ج ۲، ۵۴۴ ج ۲، ۵۴۵ ج ۲، ۵۴۶ ج ۲، ۵۴۷ ج ۲، ۵۴۸ ج ۲، ۵۴۹ ج ۲، ۵۵۰ ج ۲، ۵۵۱ ج ۲، ۵۵۲ ج ۲، ۵۵۳ ج ۲، ۵۵۴ ج ۲، ۵۵۵ ج ۲، ۵۵۶ ج ۲، ۵۵۷ ج ۲، ۵۵۸ ج ۲، ۵۵۹ ج ۲، ۵۶۰ ج ۲، ۵۶۱ ج ۲، ۵۶۲ ج ۲، ۵۶۳ ج ۲، ۵۶۴ ج ۲، ۵۶۵ ج ۲، ۵۶۶ ج ۲، ۵۶۷ ج ۲، ۵۶۸ ج ۲، ۵۶۹ ج ۲، ۵۷۰ ج ۲، ۵۷۱ ج ۲، ۵۷۲ ج ۲، ۵۷۳ ج ۲، ۵۷۴ ج ۲، ۵۷۵ ج ۲، ۵۷۶ ج ۲، ۵۷۷ ج ۲، ۵۷۸ ج ۲، ۵۷۹ ج ۲، ۵۸۰ ج ۲، ۵۸۱ ج ۲، ۵۸۲ ج ۲، ۵۸۳ ج ۲، ۵۸۴ ج ۲، ۵۸۵ ج ۲، ۵۸۶ ج ۲، ۵۸۷ ج ۲، ۵۸۸ ج ۲، ۵۸۹ ج ۲، ۵۹۰ ج ۲، ۵۹۱ ج ۲، ۵۹۲ ج ۲، ۵۹۳ ج ۲، ۵۹۴ ج ۲، ۵۹۵ ج ۲، ۵۹۶ ج ۲، ۵۹۷ ج ۲، ۵۹۸ ج ۲، ۵۹۹ ج ۲، ۶۰۰ ج ۲، ۶۰۱ ج ۲، ۶۰۲ ج ۲، ۶۰۳ ج ۲، ۶۰۴ ج ۲، ۶۰۵ ج ۲، ۶۰۶ ج ۲، ۶۰۷ ج ۲، ۶۰۸ ج ۲، ۶۰۹ ج ۲، ۶۱۰ ج ۲، ۶۱۱ ج ۲، ۶۱۲ ج ۲، ۶۱۳ ج ۲، ۶۱۴ ج ۲، ۶۱۵ ج ۲، ۶۱۶ ج ۲، ۶۱۷ ج ۲، ۶۱۸ ج ۲، ۶۱۹ ج ۲، ۶۲۰ ج ۲، ۶۲۱ ج ۲، ۶۲۲ ج ۲، ۶۲۳ ج ۲، ۶۲۴ ج ۲، ۶۲۵ ج ۲، ۶۲۶ ج ۲، ۶۲۷ ج ۲، ۶۲۸ ج ۲، ۶۲۹ ج ۲، ۶۳۰ ج ۲، ۶۳۱ ج ۲، ۶۳۲ ج ۲، ۶۳۳ ج ۲، ۶۳۴ ج ۲، ۶۳۵ ج ۲، ۶۳۶ ج ۲، ۶۳۷ ج ۲، ۶۳۸ ج ۲، ۶۳۹ ج ۲، ۶۴۰ ج ۲، ۶۴۱ ج ۲، ۶۴۲ ج ۲، ۶۴۳ ج ۲، ۶۴۴ ج ۲، ۶۴۵ ج ۲، ۶۴۶ ج ۲، ۶۴۷ ج ۲، ۶۴۸ ج ۲، ۶۴۹ ج ۲، ۶۵۰ ج ۲، ۶۵۱ ج ۲، ۶۵۲ ج ۲، ۶۵۳ ج ۲، ۶۵۴ ج ۲، ۶۵۵ ج ۲، ۶۵۶ ج ۲، ۶۵۷ ج ۲، ۶۵۸ ج ۲، ۶۵۹ ج ۲، ۶۶۰ ج ۲، ۶۶۱ ج ۲، ۶۶۲ ج ۲، ۶۶۳ ج ۲، ۶۶۴ ج ۲، ۶۶۵ ج ۲، ۶۶۶ ج ۲، ۶۶۷ ج ۲، ۶۶۸ ج ۲، ۶۶۹ ج ۲، ۶۷۰ ج ۲، ۶۷۱ ج ۲، ۶۷۲ ج ۲، ۶۷۳ ج ۲، ۶۷۴ ج ۲، ۶۷۵ ج ۲، ۶۷۶ ج ۲، ۶۷۷ ج ۲، ۶۷۸ ج ۲، ۶۷۹ ج ۲، ۶۸۰ ج ۲، ۶۸۱ ج ۲، ۶۸۲ ج ۲، ۶۸۳ ج ۲، ۶۸۴ ج ۲، ۶۸۵ ج ۲، ۶۸۶ ج ۲، ۶۸۷ ج ۲، ۶۸۸ ج ۲، ۶۸۹ ج ۲، ۶۹۰ ج ۲، ۶۹۱ ج ۲، ۶۹۲ ج ۲، ۶۹۳ ج ۲، ۶۹۴ ج ۲، ۶۹۵ ج ۲، ۶۹۶ ج ۲، ۶۹۷ ج ۲، ۶۹۸ ج ۲، ۶۹۹ ج ۲، ۷۰۰ ج ۲، ۷۰۱ ج ۲، ۷۰۲ ج ۲، ۷۰۳ ج ۲، ۷۰۴ ج ۲، ۷۰۵ ج ۲، ۷۰۶ ج ۲، ۷۰۷ ج ۲، ۷۰۸ ج ۲، ۷۰۹ ج ۲، ۷۱۰ ج ۲، ۷۱۱ ج ۲، ۷۱۲ ج ۲، ۷۱۳ ج ۲، ۷۱۴ ج ۲، ۷۱۵ ج ۲، ۷۱۶ ج ۲، ۷۱۷ ج ۲، ۷۱۸ ج ۲، ۷۱۹ ج ۲، ۷۲۰ ج ۲، ۷۲۱ ج ۲، ۷۲۲ ج ۲، ۷۲۳ ج ۲، ۷۲۴ ج ۲، ۷۲۵ ج ۲، ۷۲۶ ج ۲، ۷۲۷ ج ۲، ۷۲۸ ج ۲، ۷۲۹ ج ۲، ۷۳۰ ج ۲، ۷۳۱ ج ۲، ۷۳۲ ج ۲، ۷۳۳ ج ۲، ۷۳۴ ج ۲، ۷۳۵ ج ۲، ۷۳۶ ج ۲، ۷۳۷ ج ۲، ۷۳۸ ج ۲، ۷۳۹ ج ۲، ۷۴۰ ج ۲، ۷۴۱ ج ۲، ۷۴۲ ج ۲، ۷۴۳ ج ۲، ۷۴۴ ج ۲، ۷۴۵ ج ۲، ۷۴۶ ج ۲، ۷۴۷ ج ۲، ۷۴۸ ج ۲، ۷۴۹ ج ۲، ۷۵۰ ج ۲، ۷۵۱ ج ۲، ۷۵۲ ج ۲، ۷۵۳ ج ۲، ۷۵۴ ج ۲، ۷۵۵ ج ۲، ۷۵۶ ج ۲، ۷۵۷ ج ۲، ۷۵۸ ج ۲، ۷۵۹ ج ۲، ۷۶۰ ج ۲، ۷۶۱ ج ۲، ۷۶۲ ج ۲، ۷۶۳ ج ۲، ۷۶۴ ج ۲، ۷۶۵ ج ۲، ۷۶۶ ج ۲، ۷۶۷ ج ۲، ۷۶۸ ج ۲، ۷۶۹ ج ۲، ۷۷۰ ج ۲، ۷۷۱ ج ۲، ۷۷۲ ج ۲، ۷۷۳ ج ۲، ۷۷۴ ج ۲، ۷۷۵ ج ۲، ۷۷۶ ج ۲، ۷۷۷ ج ۲، ۷۷۸ ج ۲، ۷۷۹ ج ۲، ۷۸۰ ج ۲، ۷۸۱ ج ۲، ۷۸۲ ج ۲، ۷۸۳ ج ۲، ۷۸۴ ج ۲، ۷۸۵ ج ۲، ۷۸۶ ج ۲، ۷۸۷ ج ۲، ۷۸۸ ج ۲، ۷۸۹ ج ۲، ۷۹۰ ج ۲، ۷۹۱ ج ۲، ۷۹۲ ج ۲، ۷۹۳ ج ۲، ۷۹۴ ج ۲، ۷۹۵ ج ۲، ۷۹۶ ج ۲، ۷۹۷ ج ۲، ۷۹۸ ج ۲، ۷۹۹ ج ۲، ۸۰۰ ج ۲، ۸۰۱ ج ۲، ۸۰۲ ج ۲، ۸۰۳ ج ۲، ۸۰۴ ج ۲، ۸۰۵ ج ۲، ۸۰۶ ج ۲، ۸۰۷ ج ۲، ۸۰۸ ج ۲، ۸۰۹ ج ۲، ۸۱۰ ج ۲، ۸۱۱ ج ۲، ۸۱۲ ج ۲، ۸۱۳ ج ۲، ۸۱۴ ج ۲، ۸۱۵ ج ۲، ۸۱۶ ج ۲، ۸۱۷ ج ۲، ۸۱۸ ج ۲، ۸۱۹ ج ۲، ۸۲۰ ج ۲، ۸۲۱ ج ۲، ۸۲۲ ج ۲، ۸۲۳ ج ۲، ۸۲۴ ج ۲، ۸۲۵ ج ۲، ۸۲۶ ج ۲، ۸۲۷ ج ۲، ۸۲۸ ج ۲، ۸۲۹ ج ۲، ۸۳۰ ج ۲، ۸۳۱ ج ۲، ۸۳۲ ج ۲، ۸۳۳ ج ۲، ۸۳۴ ج ۲، ۸۳۵ ج ۲، ۸۳۶ ج ۲، ۸۳۷ ج ۲، ۸۳۸ ج ۲، ۸۳۹ ج ۲، ۸۴۰ ج ۲، ۸۴۱ ج ۲، ۸۴۲ ج ۲، ۸۴۳ ج ۲، ۸۴۴ ج ۲، ۸۴۵ ج ۲، ۸۴۶ ج ۲، ۸۴۷ ج ۲، ۸۴۸ ج ۲، ۸۴۹ ج ۲، ۸۵۰ ج ۲، ۸۵۱ ج ۲، ۸۵۲ ج ۲، ۸۵۳ ج ۲، ۸۵۴ ج ۲، ۸۵۵ ج ۲، ۸۵۶ ج ۲، ۸۵۷ ج ۲، ۸۵۸ ج ۲، ۸۵۹ ج ۲، ۸۶۰ ج ۲، ۸۶۱ ج ۲، ۸۶۲ ج ۲، ۸۶۳ ج ۲، ۸۶۴ ج ۲، ۸۶۵ ج ۲، ۸۶۶ ج ۲، ۸۶۷ ج ۲، ۸۶۸ ج ۲، ۸۶۹ ج ۲، ۸۷۰ ج ۲، ۸۷۱ ج ۲، ۸۷۲ ج ۲، ۸۷۳ ج ۲، ۸۷۴ ج ۲، ۸۷۵ ج ۲، ۸۷۶ ج ۲، ۸۷۷ ج ۲، ۸۷۸ ج ۲، ۸۷۹ ج ۲، ۸۸۰ ج ۲، ۸۸۱ ج ۲، ۸۸۲ ج ۲، ۸۸۳ ج ۲، ۸۸۴ ج ۲، ۸۸۵ ج ۲، ۸۸۶ ج ۲، ۸۸۷ ج ۲، ۸۸۸ ج ۲، ۸۸۹ ج ۲، ۸۹۰ ج ۲، ۸۹۱ ج ۲، ۸۹۲ ج ۲، ۸۹۳ ج ۲، ۸۹۴ ج ۲، ۸۹۵ ج ۲، ۸۹۶ ج ۲، ۸۹۷ ج ۲، ۸۹۸ ج ۲، ۸۹۹ ج ۲، ۹۰۰ ج ۲، ۹۰۱ ج ۲، ۹۰۲ ج ۲، ۹۰۳ ج ۲، ۹۰۴ ج ۲، ۹۰۵ ج ۲، ۹۰۶ ج ۲، ۹۰۷ ج ۲، ۹۰۸ ج ۲، ۹۰۹ ج ۲، ۹۱۰ ج ۲، ۹۱۱ ج ۲، ۹۱۲ ج ۲، ۹۱۳ ج ۲، ۹۱۴ ج ۲، ۹۱۵ ج ۲، ۹۱۶ ج ۲، ۹۱۷ ج ۲، ۹۱۸ ج ۲، ۹۱۹ ج ۲، ۹۲۰ ج ۲، ۹۲۱ ج ۲، ۹۲۲ ج ۲، ۹۲۳ ج ۲، ۹۲۴ ج ۲، ۹۲۵ ج ۲، ۹۲۶ ج ۲، ۹۲۷ ج ۲، ۹۲۸ ج ۲، ۹۲۹ ج ۲، ۹۳۰ ج ۲، ۹۳۱ ج ۲، ۹۳۲ ج ۲، ۹۳۳ ج ۲، ۹۳۴ ج ۲، ۹۳۵ ج ۲، ۹۳۶ ج ۲، ۹۳۷ ج ۲، ۹۳۸ ج ۲، ۹۳۹ ج ۲، ۹۴۰ ج ۲، ۹۴۱ ج ۲، ۹۴۲ ج ۲، ۹۴۳ ج ۲، ۹۴۴ ج ۲، ۹۴۵ ج ۲، ۹۴۶ ج ۲، ۹۴۷ ج ۲، ۹۴۸ ج ۲، ۹۴۹ ج ۲، ۹۵۰ ج ۲، ۹۵۱ ج ۲، ۹۵۲ ج ۲، ۹۵۳ ج ۲، ۹۵۴ ج ۲، ۹۵۵ ج ۲، ۹۵۶ ج ۲، ۹۵۷ ج ۲، ۹۵۸ ج ۲، ۹۵۹ ج ۲، ۹۶۰ ج ۲، ۹۶۱ ج ۲، ۹۶۲ ج ۲، ۹۶۳ ج ۲، ۹۶۴ ج ۲، ۹۶۵ ج ۲، ۹۶۶ ج ۲، ۹۶۷ ج ۲، ۹۶۸ ج ۲، ۹۶۹ ج ۲، ۹۷۰ ج ۲، ۹۷۱ ج ۲، ۹۷۲ ج ۲، ۹۷۳ ج ۲، ۹۷۴ ج ۲، ۹۷۵ ج ۲، ۹۷۶ ج ۲، ۹۷۷ ج ۲، ۹۷۸ ج ۲، ۹۷۹ ج ۲، ۹۸۰ ج ۲، ۹۸۱ ج ۲، ۹۸۲ ج ۲، ۹۸۳ ج ۲، ۹۸۴ ج ۲، ۹۸۵ ج ۲، ۹۸۶ ج ۲، ۹۸۷ ج ۲، ۹۸۸ ج ۲، ۹۸۹ ج ۲، ۹۹۰ ج ۲، ۹۹۱ ج ۲، ۹۹۲ ج ۲، ۹۹۳ ج ۲، ۹۹۴ ج ۲، ۹۹۵ ج ۲، ۹۹۶ ج ۲، ۹۹۷ ج ۲، ۹۹۸ ج ۲، ۹۹۹ ج ۲، ۱۰۰۰ ج ۲)

حالت سفر میں تین رکعات پڑھنے پر اجماع بھی ہے۔

(مراتب الایمان از ابن حزم ص ۲۴، ۲۵)

اس پر بھی اجماع ہے کہ مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد واجب ہوتی ہے۔

(کتاب الایمان از ابن المنذر مترجم ص ۲۴)

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث (عد ۳۳ ص ۳۱، ۳۲)

جب تک شفق غائب نہ ہو نماز مغرب کا وقت رہتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۱۲)

## ۲: نمازِ عشاء

اس کی چار رکعت فرض ہیں۔ (مسند احمد ۶/۲۷۹ ح ۲۶۸۶۹ وسندہ حسن لذاتہ)  
سفر میں اس کی دو رکعات پڑھنی فرض ہیں۔ (ایضاً صحیح مسلم: ۶۸۷)  
اور حالتِ خوف میں ایک رکعت فرض ہے۔ (صحیح مسلم: ۶۸۷)  
شفق غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔  
(صحیح مسلم: ۶۱۲، نیز دیکھئے صحیح البخاری: ۵۷۲)  
اگر نمازی جلدی آجائیں تو جلدی جماعت کروائی جائے اور اگر نمازی لیٹ آئیں تو  
پھر نماز بھی لیٹ کروائی جائے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۰)  
رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۵۶۰)  
نمازِ عشاء کو مؤخر کر کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا۔ (صحیح البخاری قبل ح ۵۷۲)  
منافقین پر نمازِ عشاء اور فجر بہت بھاری ہیں۔ (صحیح البخاری: ۶۵۷، صحیح مسلم: ۶۵۱)  
۳: سفر میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك  
فكان يصلي الظهر والعصر جميعاً والمغرب والعشاء جميعاً“  
ہم غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، آپ ظہر و عصر کی نماز اکٹھی (جمع کر کے)  
پڑھتے تھے اور مغرب و عشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۷۰۶)  
۴: مقیم آدمی بھی بارش، خوف یا شدید عذر کی بنیاد پر دونوں نمازیں جمع کر سکتا ہے۔  
(دیکھئے صحیح مسلم: ۷۰۵)  
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بارش میں دو نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ (موطأ امام مالک ص ۱۲۶ وسندہ صحیح)  
۵: حج کرتے ہوئے ۸ ذوالحجہ کو مغرب اور عشاء کی نمازیں منی ہی میں ادا کی جائیں۔  
(صحیح مسلم: ۱۲۱۸)

اور نمازِ عشاء منی میں دو رکعت پڑھی جائے گی۔ (صحیح مسلم: ۶۹۴)

علامہ نووی نے اس پر باب قائم کیا ہے کہ ”منیٰ میں نماز قصر کرنا“  
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی  
خلافت اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے شروع زمانہ میں دو رکعتیں ہی پڑھتے تھے۔ پھر  
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں۔ (ایضاً)  
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار رکعتیں پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو  
دو رکعتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۰۸، ودارالسلام: ۱۵۹۲)

۶: حج والے دن (۹ ذوالحجہ کو) عرفات سے واپسی کے بعد مزدلفہ پہنچ کر اذان دی جائے  
پھر اقامت کہی جائے اور مغرب کی تین رکعت نماز ادا کی جائے۔ (صحیح البخاری: ۱۶۷۲)  
پھر نماز عشاء کی دو رکعتیں ادا کی جائیں۔ (صحیح مسلم: ۱۲۸۸)  
نماز مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی (نفل) نماز نہ پڑھے۔ (صحیح البخاری: ۱۶۷۲، صحیح مسلم: ۱۲۸۸)  
نماز عشاء کے بعد بھی کوئی (نفل) نماز نہ پڑھی جائے۔ (صحیح البخاری: ۱۶۷۳)  
پھر طلوع فجر تک سو جائے۔ (صحیح مسلم: ۱۲۱۸)

۷: عورت رات کو اندھیرے میں مسجد کی طرف جاسکتی ہے۔  
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ  
”إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَذِنُوا لَهُنَّ“  
جب تمہاری بیویاں تم سے رات کو مسجد میں (نماز پڑھنے کے لئے) جانے کی اجازت مانگیں  
تو تم انہیں اجازت دے دو۔ (صحیح البخاری: ۸۶۵)

۸: نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ ”عشاء کا  
وقت آدھی رات تک ہے۔“ (۵۷۲۷)

## ② مسنون یا نفلی نمازیں

۱: نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا  
سیدنا عبداللہ (بن مغفل) المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صلوا قبل صلاة المغرب)) قال في الثالثة: ((لمن شاء)) كراهية أن يتخذها الناس سنة. تم مغرب سے پہلے (دورکعت) پڑھو (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا) تیسری بار فرمایا: جو چاہے پڑھے اس بات کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ کہیں اس (نفل نماز) کو سنت (ضروریہ یعنی فرض) نہ بنالیں۔“ (صحیح البخاری: ۱۱۸۳)

سنن ابی داؤد میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صلوا قبل المغرب رکعتین)) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔ (۱۲۸۱ ح، وسندہ صحیح) رسول اللہ ﷺ نے (خود بھی) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔

(صحیح ابن حبان: ۱۵۸۶، وسندہ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان دو رکعت کا اہتمام کرتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۸۳)

۲: نماز مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ.... لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے۔“

(صحیح مسلم: ۷۳۰)

وہ بارہ رکعات نفل نماز جن کے دن اور رات میں پڑھنے سے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے اس میں نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتیں بھی ہیں۔ (سنن الترمذی: ۳۱۵، وقال: حسن صحیح)

۳: مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز

اس کی تعداد متعین نہیں، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی جب آپ (ﷺ) نے (نماز مغرب) پوری پڑھ لی تو آپ (ﷺ) نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی آپ (ﷺ) عشاء تک (نماز پڑھتے رہے یہاں تک رسول اللہ (ﷺ) نے نماز عشاء پڑھی پھر مسجد سے نکلے۔“

(سنن الترمذی: ۳۷۸۱، وقال: ”حسن“، وسندہ حسن، مسند احمد ۳۹۱/۵، السنن الکبریٰ للنسائی: ۳۸۰-۳۸۱،

صحیح ابن خزیمہ ۲/۲۰۷ ح ۱۱۹۴، صحیح ابن حبان الموارد: ۲۲۲۹، صحیح الذہبی فی تلخیص المستدرک ۳/۳۸۱

۴: نمازِ عشاء سے پہلے دو رکعت پڑھنا

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من صلاة مفروضة إلا وبين يديها ركعتان)) کوئی فرض نماز ایسی نہیں ہے جس سے پہلے دو رکعتیں نہ ہوں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۴۴۶ وسندہ صحیح)

۵: نمازِ عشاء کے بعد دو رکعت پڑھنا

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے (ان میں) دو رکعتیں نمازِ عشاء کے بعد (بھی) ہیں۔ (سنن الترمذی: ۴۱۵ وقال: حسن صحیح)

۶: نمازِ عشاء کے بعد گھر میں آکر چار رکعتیں پڑھنا بھی مسنون ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۷۷)

۷: نمازِ تہجد پڑھنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أفضل الصلاة بعد الفريضة: صلاة الليل)) فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل تہجد کی نماز ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۶۳)

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کی ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی....

(سنن ابی داود: ۱۳۰۸، وسندہ حسن، اس حدیث کو حاکم [المستدرک ۴/۴۰۹ ذہبی، ابن خزیمہ [۱۱۴۸] اور ابن حبان [۶۴۶] نے صحیح قرار دیا ہے۔)

۸: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا غالب معمول بیان فرماتی ہیں کہ ”ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة...“ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری: ۱۱۴۷، صحیح مسلم: ۷۳۸)

## ۹: نماز تراویح

نماز تراویح گیارہ رکعات ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعات کا حکم دیا تھا۔ دیکھئے موطاً امام مالک (۱/۱۱۶ ج ۲۴۹ و سندہ صحیح)

## ۱۰: نماز وتر

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو پڑھنے مسنون ہیں جس کی تفصیل ہم نے ”نماز وتر کے احکام“ پر ایک مستقل رسالے میں لکھ رکھی ہے۔ واللہ  
۱۱: نماز وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آٹھ رکعتیں، پھر وتر ادا کرتے پھر دو رکعتیں پڑھتے، جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے، رکوع کرتے پھر اذان و اقامت کے درمیان دو رکعتیں فجر کی سنتیں ادا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۷۳۸)

ان دو رکعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿إِذَا زُلْزِلَتْ﴾ اور ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾

پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۶۰ ج ۲۲۲۳، سندہ حسن)

## ۱۲: رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہئے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اجعلوا آخر صلاتکم باللیل و ترأ)) رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ (صحیح مسلم: ۷۵۱)  
تنبیہ: نماز وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور وتر کو رات کی آخری نماز قرار دینے میں علامہ نووی کے نزدیک کوئی تعارض نہیں ہے۔ دیکھئے خلاصۃ الاحکام للنووی (۱/۵۶)

## ۶) رات اور جنازہ

میت رات کو دفن کرنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی (کی قبر) پر نماز جنازہ پڑھائی جسے رات کو دفن کیا گیا تھا... (صحیح البخاری: ۱۳۴۰)

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ ”رات کو دفن کرنا“  
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کئے گئے۔ (صحیح البخاری قبل ج ۱۳۴۰)  
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان صحابہ کا یہ عمل جواز میں اجماع کی مانند ہے۔  
(فتح الباری ۳/۲۶۷)

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی رات کو دفن کیا گیا تھا۔ (صحیح البخاری: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱)  
امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”بہت زیادہ محدثین نے رات کو دفن کرنے کی اجازت  
دی ہے۔“ (سنن الترمذی تحت ج ۱۰۵۷)  
یہی موقف محدث شمس الحق عظیم آبادی، محدث عبدالرحمن مبارکپوری اور جمہور علماء کا ہے۔  
دیکھئے تحفۃ الاحوذی (۲/۱۵۷) اور عون المعبود (۸/۲۴۶)

#### ۷) رات اور روزہ

اس میں درج ذیل بحثیں ہیں:

۱: چاند کو دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرنا  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صوموا لرویتہ...))  
چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)  
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا  
ذکر کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((لا تصوموا حتی تروا الھلال...))  
اس وقت تک تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۶، صحیح مسلم: ۱۰۸۰)  
۲: شک والے دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”من صام یوم الشک فقد عصی أبا القاسم“  
جس نے شک والے دن (چاند کے طلوع میں شک کے باوجود) روزہ رکھا تو یقیناً اس نے  
ابو القاسم (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔ (صحیح البخاری قبل ج ۱۹۰۶)  
۳: رویت ہلال کے ثبوت کے لئے دو (عادل) مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے۔



(سنن ابی داؤد: ۲۳۳۹ و صحیح)

رویت ہلال میں اگر ایک (عادل) مسلمان کی گواہی مل جائے تو وہ بھی قبول کی جائے گی۔

(ابوداؤد: ۲۳۴۲، وسندہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۸۷۱)

۴: چاند دیکھ کر ہی روزے ختم کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صوموا لرؤیتہ  
وأفطروا لرؤیتہ فإن غم علیکم فاکملوا شعبان ثلاثین)) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور  
چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔

(صحیح البخاری: ۱۹۰۹، صحیح مسلم: ۱۰۸۱)

۵: رویت ہلال کی دعا

[اس باب میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ اللھم اھلہ علینا بالآمن وغیرہ والی سب  
روایتیں ضعیف ہیں۔ صحیح روایت میں صرف یہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات کے بعد والا  
چاند دیکھا تو فرمایا: اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ الخ (سنن الترمذی: ۳۳۶۶ وسندہ  
حسن وقال الترمذی: ”حسن صحیح“، صحیح الحاکم ۲/۵۴۰، ۵۴۱، ووافقه الذہبی) / زرع]

۶: اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ ۲/۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إذا رأيتم هلال  
ذی الحجۃ وأراد أحدکم أن یضحی فلیمسک عن شعره وأظفاره))  
جب ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے  
اور تراشنے) سے بچو۔ (صحیح مسلم: ۱۹۷۷)

۸: فرضی روزہ کی نیت رات کو کرنا ضروری ہے  
ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”لا صیام لمن لم یجمع قبل الفجر“ جو شخص  
فجر سے پہلے نیت نہ کرے، اس کا روزہ نہیں ہے۔ (سنن النسائی ۴/۱۹۷ ح ۲۳۳۸ و سندہ صحیح)  
نفلی روزوں کی دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں صحیح البخاری (۱۹۲۴)  
۹: فرضی روزہ کی روزانہ رات کو نیت کرنی چاہئے

اوپر والی حدیث بھی اس پر صادق آتی ہے اور امام ابن المنذر النیشاپوری رحمہ اللہ  
فرماتے ہیں کہ ”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا،  
اس کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الایماح ص ۳۸ مترجم) نیز دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (۲۱۲/۳)  
تنبیہ: ”وبصوم غد نویت من شہر رمضان“ کے مروجہ الفاظ سے روزہ کی نیت  
کرنا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: نیت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔ مزید تحقیق کے لئے دیکھئے ہمارا رسالہ ”نیت کے احکام“  
۱۰: رات کو سحری کھانا

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
((فصل ما بین صیامنا و صیام أهل الكتاب أكلة السحر))  
ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان حد فاصل سحری کھانا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۰۹۶)  
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تسحروا فإن  
فی السحور بركة)) سحری کا کھانا کھاؤ، بے شک سحری کے کھانے میں برکت ہے۔  
(صحیح البخاری: ۱۹۲۳، صحیح مسلم: ۱۰۹۵)

مومن کی بہترین سحری کھجور کا کھانا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۲۳۴۵ و سندہ صحیح، صحیح ابن حبان: ۸۸۳)

سحری تاخیر سے کھانی چاہئے اذان فجر اور سحری کھانے کا درمیانی وقت تقریباً پچاس آیات (پڑھنے کے برابر) کا ہونا چاہئے۔ (صحیح البخاری: ۱۹۲۱، صحیح مسلم: ۱۰۹۷)

۱۱: رات کے شروع ہوتے ہی (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد) روزہ افطار کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ أَتَمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الْيَلِّ﴾

پھر رات تک (اپنے) روزے پورے کرو۔ (البقرہ: ۱۸۷)

افطاری کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔ (صحیح البخاری: ۱۹۵۷، صحیح مسلم: ۱۰۹۳)

۱۲: روزوں کی راتوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَقُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۷)

۱۳: رات کو روزہ نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔“ (البقرہ: ۱۸۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس دلیل کی روشنی میں فرمایا کہ ”یہ اس شخص کی دلیل ہے جس نے کہا کہ رات کو روزہ نہیں ہے۔“ (صحیح بخاری قبل ج ۱۹۶۱)

۱۴: لیلۃ القدر کے احکام

لیلۃ القدر کے احکام درج ذیل ہیں:

- ۱۔ یہ برکت والی رات ہے۔ (الدخان: ۳)
- اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان: ۴)
- یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر: ۳)
- اس رات روح اور فرشتے اپنے پروردگار کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (القدر: ۴)
- یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر: ۵)

اس رات قرآن مجید نازل ہوا۔ (القدر: ۱)

۲۔ لیلة القدر کو تلاش کرنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنْ عَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)) رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلة القدر کو تلاش کرو۔ (صحیح البخاری: ۲۰۱۷، صحیح مسلم: ۱۱۶۹)

۳۔ لیلة القدر کے قیام کا ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس شخص نے لیلة القدر کا قیام، ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری: ۱۹۰۱، صحیح مسلم: ۷۵۹)

۴۔ لیلة القدر کی دعا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر مجھے لیلة القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کہوں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کہو: ”اللهم إني أعوذ بك عفوَ عفوَ فاعف عني“ اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کر دے۔ (سنن الترمذی: ۳۵۱۳، وقال: ”حسن صحیح“، وھو صحیح)

۵۔ لیلة القدر کی علامات

اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ بلند ہونے تک ایک تھال کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم: ۷۶۲)

۶۔ لیلة القدر کی نماز عشاء باجماعت پڑھنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے لیلة القدر کی فضیلت کو پالیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۳۳۳۳ ح ۲۱۹۵، سندہ حسن، عقبہ بن ابی الحسن، وثقہ ابن خزیمہ وابن حبان) ۱۵: رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں سخت محنت کرنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن آتے تو رسول اللہ ﷺ کمر بستہ ہو جاتے، رات کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرتے۔

(صحیح البخاری: ۲۰۲۴، صحیح مسلم: ۱۱۷۳)

۱۶: ایک رات کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔ (صحیح البخاری: ۲۰۳۲، صحیح مسلم: ۱۶۵۶)

## ۸) رات اور حج

۱: حج کے موقع پر ۹-۱۰، ذوالحجہ کو نمازِ مغرب اور عشاء کے احکام کے لئے دیکھئے رات اور نماز/نمازِ عشاء

۲: ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) کی راتیں منیٰ میں گزارنی چاہئیں۔

(صحیح البخاری: ۱۳۱۵ پر باب)

حافظ ابن حجر نے کہا کہ منیٰ میں ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کی راتیں گزارنا واجب ہے۔

(فتح الباری ۳/۷۳۸)

تنبیہ: اگر کوئی حاجی ان تینوں راتوں میں منیٰ میں نہیں ٹھہرتا تو امام احمد کے مشہور قول کے مطابق اس پر کوئی صدقہ وغیرہ نہیں۔ (فتح الباری ۳/۷۳۸)

۳: ۹ ذوالحجہ کو شام کے بعد جب شفق کی زردی کچھ کم ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے (صحیح مسلم: ۱۲۱۸) اور استغفر اللہ کہتا ہوا آئے۔ (البقرہ: ۱۹۹)

۴: ایام تشریق میں رات کو کنکری مارنا صحیح ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے بشرطیکہ وہ کنکری مارنا اسی دن کا ہو دوسرے دن کا نہ ہو۔ اس لئے کہ وقت سے پہلے کنکری مارنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ ابن باز ص ۲۱۴ مترجم ملخصاً)

## ۹) رات اور عیدین

۱: ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ) کی راتوں کو تکبیریں کہنا

عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے مسجد میں ایام تشریق کی راتوں میں تکبیریں کہتی تھیں۔ (صحیح البخاری قبل ج ۷۰: ۹۷)

۲: رات کو قربانی کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ اور جو جانور ہم نے انھیں عطا کئے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام لیں (ذبح کریں)۔ (الحج: ۲۸)

مقررہ دنوں میں ان کی راتیں بھی شامل ہیں نفی کی کوئی صریح دلیل چاہئے۔

## ۱۰) رات اور میاں بیوی

اس میں مندرجہ ذیل احکام ہیں:

۱: عورت بطور ضرورت رات کو گھر سے باہر جاسکتی ہے۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو باہر نکلیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا اور پہچان لیا پھر کہا: اے سودہ! اللہ کی قسم تم اپنے آپ کو نہیں چھپا سکیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور یہ واقعہ ذکر کیا.... آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ((قد أذن الله لكن أن تخرجن لحوائجكن)) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دے دی ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لئے (گھر سے) باہر جاسکتی ہو۔ (صحیح البخاری: ۵۲۳۷)

۲: آدمی لمبے سفر کے بعد رات کو (اچانک بغیر اطلاع کے) اپنے گھر نہ آئے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اس بات کو برا سمجھتے تھے کہ کوئی (سفر سے) رات کو اپنے گھر میں آئے۔ (صحیح البخاری: ۵۲۳۳)

یعنی جو آدمی اپنے گھر سے کئی دنوں سے غائب ہو تو اچانک وہ رات کو (بغیر اطلاع) اپنے گھر میں نہ آئے۔ (صحیح البخاری: ۵۲۳۳)

۳: عورت رات کو قضاے حاجت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”إن أزواج النبي ﷺ كن يخرجن بالليل إذا تبرزن إلى المناصع“ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رات کو قضاے حاجت کے لئے مناصع (وہ مقامات جو بقیع کی طرف واقع ہیں) کی طرف باہر جاتی تھیں۔ (صحیح البخاری: ۱۲۸)

۴: عورت رات کو مسجد میں اپنے خاوند کے پاس معتكف میں جاسکتی ہے۔  
سیدہ صفیہ بنت جیحی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معتكف (جائے اعتکاف) میں تھے میں آپ کے پاس رات کو آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی۔ (صحیح البخاری: ۳۲۸۱)  
۵: عورت کو مسجد میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا چاہئے۔  
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:  
جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔  
(صحیح البخاری: ۵۲۳۸)

۶: خاوند سفر سے واپس آئے تو رات کو اپنی بیوی کے پاس (بغیر اطلاع کے) نہ جائے۔  
پہلے اطلاع کی جائے پھر داخل ہونا چاہئے تاکہ بیوی اپنے پرانگندہ بالوں میں کنگھی کرے  
اور اپنے آپ کو خاوند کا سامنا کرنے کے لئے تیار کر لے۔ (دیکھئے صحیح البخاری: ۵۲۴۷)  
۷: بیوی کے ساتھ پہلی رات

۱۔ خاوند کو جب پیغام دیا جائے تو پھر بیوی کے پاس جائے۔ خاوند کو بیوی کے پہلو میں  
قریب بیٹھنا چاہئے۔  
۲۔ خاوند بیوی سے ہمبستری کرنے سے پہلے اس کی پیشانی کو (محبت سے) پکڑے،  
اللہ تعالیٰ کا نام لے اور برکت کی دعا کرے اور یہ دعا پڑھے: ”اللهم اني أسألك من  
خيرها وخير ما جبلتها عليه وأعوذ بك من شرها وشر ما جبلتها عليه“  
(سنن ابی داود: ۴۱۶۰ و حسن)

۳۔ ہمبستری کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ ”باسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان و  
جنب الشیطان ما رزقنا“ اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ تو ہمیں شیطان سے محفوظ  
رکھ اور ہمارے رزق کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔ (صحیح البخاری: ۶۳۸۸)  
اس کا فائدہ بھی اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر (اس دوران میں) اللہ تعالیٰ ان دونوں کو  
اولاد عطا کر دے تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔



۴۔ جماع کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اِنِّیْ سَتُّمُ ذٰلِکَ﴾

عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ لہذا جدھر سے تم چاہو اپنی کھیتی میں آؤ۔ (البقرہ: ۲۲۳)

تنبیہ: دبر میں جماع حرام ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ملعون من أتى امرأة فی دبرها))

جو شخص عورت سے اس کی دبر میں جماع کرے وہ لعنتی ہے۔

(ابوداؤد: ۲۱۶۲، النسائی فی الکبریٰ: ۹۰۱۵، ابن ماجہ: ۱۹۲۳، ولسنادہ حسن)

## (۱۱) رات کے آداب

شام ہوتے ہی بچوں کو گھر میں روک لیا جائے کیونکہ اس وقت شیطان نکل آتے ہیں۔

(صحیح البخاری: ۳۳۰۴، صحیح مسلم: ۲۰۱۲، دارالسلام: ۵۲۵۰)

سورج غروب ہوتے ہی مویلیوں کو باندھ دے پھر انھیں نہ چھوڑے جب تک کہ شام کی

سیاہی نہ جاتی رہے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۳)

رات کو سوتے وقت اللہ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دینا۔

اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانک دے۔ اگر ڈھانکنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کوئی لکڑی

اس کے اوپر رکھ دے۔

اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ باندھ دے۔ اللہ کا نام لے کر موم بتی وغیرہ بجھا دے۔

(صحیح مسلم: ۲۰۱۲)

آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یہ آگ تمھاری دشمن ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو

اس کو بجھا دو۔ (صحیح مسلم: ۲۰۱۶)

عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد (بغیر شرعی عذر کے) باتیں کرنا مکروہ ہے۔

(صحیح البخاری: ۵۶۸)

مگر علم سیکھنے یا گھر والوں اور مہمانوں سے بات کرنا عشاء کے بعد بھی جائز ہے۔

(صحیح البخاری: ۶۰۰-۶۰۲)

بچوں کا عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے (والدین کے) کمرہ میں بغیر اجازت داخل ہونا منع ہے۔ (دیکھئے النور: ۵۸)

## ۱۲) رات کے اذکار

۱۔ شام کے اذکار

تین تین مرتبہ ﴿قل هو اللہ﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھیں۔ (سنن الترمذی: ۳۵۷۵، سنن ابی داؤد: ۵۰۸۲، سندہ حسن)

سید الاستغفار پڑھنا ((اللهم أنت ربی لا إله إلا أنت خلقتنی وأنا عبدك وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت أعوذ بك من شر ما صنعت أبوء لك بنعمتك علي وأبوء بذنبي فاغفر لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت))

(صحیح البخاری: ۶۳۰۶)

نوٹ: تفصیلی ذکر و اذکار کے لئے کتاب الدعوات للبخاری اور صحیح مسلم وغیرہا کا مطالعہ کیجئے۔

الشیخ عبدالمحسن العباد

### ہدایت کا راستہ

ہدایت کا راستہ نبی ﷺ کے اتباع پر ہی منحصر ہے۔ اللہ کی عبادت صرف اسی طریقے پر ہوگی جو رسول کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اس کی اتباع کے بغیر کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جو (بندوں کو) اللہ کے ساتھ ملا دے (یعنی جنت میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو کہ آپ ﷺ کی اتباع و اطاعت ہے) کھانے پینے کی ضرورتوں سے زیادہ، مسلمان کی یہ ضرورت ہے کہ صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی ہو جائے۔ کھانا پینا تو دنیا کی زندگی کی ضرورت و زور راہ ہے اور صراطِ مستقیم آخرت کی ضرورت و زور راہ ہے۔ (شرح حدیث جبریل ص ۶۰)

حافظ شیر محمد

## سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم) سے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۰، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

جب یہ آیت کریمہ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعُمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا﴾ ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے، اس میں جو انھوں نے کھایا، جب انھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے۔ (المائدہ: ۹۳)

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((قِيلَ لِي أَنْتَ مِنْهُمْ)) مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ان میں سے ہو۔ (صحیح مسلم: ۲۴۵۹)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں پتلی تھیں۔ ایک دفعہ ہوا کے ساتھ آپ کا ازار تھوڑا سا ہٹا تو پنڈلیاں نظر آنے لگیں۔ لوگ یہ پنڈلیاں دیکھ کر ہنس پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَهْمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أَحَدٍ)) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں (پنڈلیاں) میزان میں اُحد (پہاڑ) سے زیادہ بھاری ہیں۔ (دیکھئے مسند احمد ۴/۴۲۱، ۴۲۰ ح ۳۹۹۱ وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۳/۱۵۵)

یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ (مسند احمد ۱۱/۱۱۴ ح ۹۲۰ وسندہ حسن) اور سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ (المستدرک ۳/۳۱۷ ح ۵۳۸۵ وصحیحہ ووافقہ الذہبی) سے بھی مروی ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط (ایک کافر) کی بکریاں چراتا تھا تو (ایک دن) میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) گزرے۔ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! کیا کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! لیکن یہ میرے پاس امانت ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی بکری بھی ہے جو دودھ ہی نہیں دیتی؟ میں ایک بکری لے

آیا تو آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر اس بکری کا دودھ اُتر آیا تو آپ نے ایک برتن میں دوھا پھر خود پیا اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو پلایا۔ پھر آپ نے بکری کے تھنوں کو کہا: سَکِرْ (کر پہلے کی طرح ہو) جاؤ۔ تھن پہلے کی طرح ہو گئے۔ پھر میں (یہ معجزہ دیکھنے کے بعد) آپ کے پاس آیا تو کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ کلام سکھا دیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: (( یرحمک اللہ فإنک غلیم معلم )) اللہ تجھ پر رحم کرے، تم پڑھے سکھلائے لڑکے ہو۔ (مسند احمد ۱/۳۷۹ ج ۳ ۳۵۹۸ ملخصاً نحو المعنی وسندہ حسن، طبقات ابن سعد ۳/۱۵۰، ۱۵۱ وسندہ حسن، دلائل النبوة للبیہقی ۸۴۶ وسندہ حسن)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی زبان (مبارک) سے ستر سورتیں یاد کی ہیں۔ (ابن سعد ۱۵۱/۳ وسندہ حسن)

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أُولَیْسَ عِنْدَکُمْ ابْنُ أُمِّ عَبْدِ؟ صَاحِبُ النِّعْلَیْنِ وَالْوَسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ “کیا تمہارے پاس آپ (ﷺ) کے جو تے اٹھانے والے، سر ہانڈ اٹھانے والے اور وضو کا پانی اٹھانے والے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ (صحیح بخاری: ۳۷۴۲)

رسول اللہ ﷺ کے رازدان سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اخلاق، اتباع سنت اور سیرت و عادات میں ابن ام عبد (ابن مسعود) سے زیادہ کوئی بھی نبی ﷺ سے قریب ترین نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۲)

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں، کیونکہ وہ اور ان کی والدہ آپ کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۳ صحیح مسلم: ۲۴۶۰)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ محبت کرتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ میں سے باقی رہ جانے والے جانتے ہیں کہ ابن مسعود کو سب سے زیادہ اللہ کا تقرب حاصل ہے۔ (ابن سعد ۱۵۲/۳ ملخصاً وسندہ صحیح)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ دو آدمیوں: عمار بن یاسر اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتے تھے۔ (مسند احمد ۴/۱۹۹، ۲۰۰، ۱۷۷، ۸۱، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ بدری صحابی اور السابقون الاولون میں سے ہیں۔ جو بد نصیب لوگ معوذتین وغیرہ کی وجہ سے آپ پر کلام کرتے ہیں انھیں خود اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

نام نہاد جماعت المسلمین رجسٹرڈ (فرقہ مسعودیہ) کے امیر دوم محمد اشتیاق نے بغیر کسی شرم کے لکھا ہے کہ ”اور ویسے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حافظہ میں بھول واقع ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ اور بھی بے حقیقت ہو جاتا ہے“

(نماز کے سلسلہ میں یوسف لدھیانوی صاحب کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۸)

اشتیاق کی یہ جرح بالکل باطل اور مردود ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کی محبت سے بھر دے۔ آمین

### فقہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں سے دواہم مسئلے

① سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آسمان دنیا اور قریب والے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور جس حالت میں تم ہو وہ جانتا ہے۔ (کتاب الرد علی الجہمیۃ لعثمان بن سعید الدارمی: ۸۱، وسندہ حسن، التوحید لابن خزیمہ ص ۱۰۵، ۱۰۶، الطبرانی فی الکبیر ۹/۲۲۸، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۰۱)

② سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”لَا تُقْلِدُوا دِينَكُمْ الرِّجَالِ“ الخ تم اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔ الخ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۱۰۷، وسندہ صحیح، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۵)

حافظ شیر محمد

احسن الحدیث

## حق و باطل کی کشمکش

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۖ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾

بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور فاجر لوگ بڑی آگ میں ہوں گے۔

[الانفطار: ۱۳، ۱۴]

### فقہ القرآن:

☆ اہل سنت کے مشہور ثقہ محدث محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”إِنَّ الَّذِينَ بَرُوا بِأَدَاءِ فَرَائِضِ اللَّهِ وَاجْتَنَابِ مَعَاصِيهِ لَفِي نَعِيمِ الْجَنَّةِ يَنْعَمُونَ فِيهَا“ بے شک جو لوگ اللہ کے فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے اجتناب کے ساتھ نیک ہوئے، وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

(تفسیر طبری ج ۳ ص ۵۶)

☆ مفسر واحدی نے کہا: ”الجنة في الآخرة“ جنت (میں دخول) آخرت میں ہے۔

(الوسیط ۴/۲۳۸)

☆ فجار (جمع فاجر) کی تشریح میں ابن جریر نے کہا: جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔

(جامع البیان ۵۶/۳۰)

☆ واحدی نے کہا: یعنی وہ لوگ جنہوں نے نبی ﷺ کی تکذیب کی، وہ جحیم: بڑی آگ

میں ہوں گے۔ (الوسیط ۴/۲۳۸)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قیامت کو اس طرح دیکھنا چاہے کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ سورہ تکویر، سورہ انفطار اور سورہ الشقاق پڑھے۔

(سنن الترمذی: ۳۳۳۳ ملخصاً وسندہ حسن وصحیح الحاکم ۶/۵۷۶ ووافقه الذہبی)

☆ ابرار اور فجار کے دو گروہ، ہر دور میں حق و باطل کی کشمکش کا نتیجہ ہیں۔

☆ جنت اور جہنم ہمیشہ رہیں گے، انھیں کبھی فنا نہیں ہے۔

ابو خالد شاکر

تذکرۃ الاعیان

محدث حسین بن محسن الیمانی الانصاری رحمہ اللہ

نام و نسب: حسین بن محسن بن محمد بن مہدی الخزرجی الانصاری الیمنی رحمہ اللہ

ولادت: حُدَیدہ (یمن) ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۵ھ

اساتذہ: حسن بن عبد الباری الابدل، سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن الابدل، احمد بن محمد

بن علی الشوکانی اور محمد بن ناصر الحازمی وغیرہم

تدریس: آپ یمن سے ہندوستان تشریف لائے اور ریاست بھوپال میں برسوں درس دیا۔

تلامذہ: محمد بشیر بن بدر الدین السہوانی، شمس الحق بن امیر علی ڈیوانی عظیم آبادی،

عبداللہ غازی پوری اور عبدالعزیز رحیم آبادی وغیرہم

تصانیف: مجموعۂ رسائل، التعليقات علی سنن ابی داود، مختصر حاشیہ سنن النسائی، القول الحسن

للتیمین فی ندب المصاحفہ بالید الیمنی، تحقیق حدیث الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس، البیان

المکمل فی الشاذ المعلن، التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض المشکلات الحدیثیۃ اور فتاویٰ جلد اول۔

علمی مقام: تمام علماء آپ کی تعریف و توثیق پر متفق ہیں۔ مولانا شمس الحق عظیم

آبادی فرماتے ہیں: ”میں نے علامہ حسین بن محسن الیمانی کو علم اور عمل کا جامع پایا۔ شیخ قوی

وجود، عظیم الشان اور بلند مرتبہ کے حامل ایسے سمندر تھے جس کا کوئی ساحل نہ ہو۔ آپ

محدث، محقق اور کتاب اللہ کے معانی کی وضاحت کرنے والے، اصول حدیث، علل

حدیث، رجال حدیث کے عالم، علم اصول حدیث اور لغت کے ماہر تھے۔ سنن ابی داود اور

دیگر کتب حدیث پر ان کی مختلف تعلیقات ہیں اور بہت سے مفید رسائل علم حدیث کے

مباحث پر ہیں۔“ (غایۃ المقصود فی حل ابی داود ص ۷۱، کاروان حدیث ص ۳۵۷)

وفات: یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۰/ جون ۱۹۱۰ء بھوپال

آپ کی پیشانی سے وفات کے وقت پسینہ بہہ رہا تھا۔ تفصیلی تذکرے کے لئے دیکھئے نزہۃ

النواطر (ج ۸ ص ۱۲۱ تا ۱۲۶) اور کاروان حدیث از عبدالرشید عراقی (ص ۳۵۶-۳۵۹)

احسن الحدیث

حافظ شیر محمد

## حق و باطل کی کشمکش

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۖ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾

بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور فاجر لوگ بڑی آگ میں ہوں گے۔

[الانفطار: ۱۳، ۱۴]

### فقہ القرآن:

☆ اہل سنت کے مشہور ثقہ محدث محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”إِنَّ الَّذِينَ بَرُوا بِأَدَاءِ فَرَائِضِ اللَّهِ وَاجْتَنَابِ مَعَاصِيهِ لَفِي نَعِيمِ الْجَنَّةِ يَنْعَمُونَ فِيهَا“ بے شک جو لوگ اللہ کے فرائض کی ادائیگی اور گناہوں سے اجتناب کے ساتھ نیک ہوئے، وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

(تفسیر طبری ج ۳ ص ۵۶)

☆ مفسر واحدی نے کہا: ”الجنة في الآخرة“ جنت (میں دخول) آخرت میں ہے۔

(الوسیط ۴/۲۳۸)

☆ فجار (جمع فاجر) کی تشریح میں ابن جریر نے کہا: جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔

(جامع البیان ۵۶/۳۰)

☆ واحدی نے کہا: یعنی وہ لوگ جنہوں نے نبی ﷺ کی تکذیب کی، وہ جحیم: بڑی آگ

میں ہوں گے۔ (الوسیط ۴/۲۳۸)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قیامت کو اس طرح دیکھنا چاہے کہ گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ سورہ تکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق پڑھے۔

(سنن الترمذی: ۳۳۳۳ ملخصاً وسندہ حسن وصحیحہ الحاکم ۵۶/۲۷۱ ووافقہ الذہبی)

☆ ابرار اور فجار کے دو گروہ، ہر دور میں حق و باطل کی کشمکش کا نتیجہ ہیں۔

☆ جنت اور جہنم ہمیشہ رہیں گے، انھیں کبھی فنا نہیں ہے۔